ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

47

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

11 تا 17 جمادی الاولیٰ 1444ھ / 06 تا 12 دسمبر 2022ء

دعوت دین کے ساتھ آپ کا رویہ

’’فیصلہ اس پر نہیں ہونا کہ لوگوں کا رویہ کیا تھا؟ بلکہ فیصلہ تو اس پر ہونا ہے کہ دعوتِ دین کے ساتھ میرا اپنا رویہ کیا تھا؟ اقامت دین کا قافلہ آج راستے کے جس پیچ وخم میں الجھا ہوا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ کام نہیں بڑھ رہا یا لوگوں میں طلب نہیں ہے یا خیر کا جذبہ سرے سے مفقود ہو گیا ہے یا لوگ باطل نظاموں اور خواہشات نفس کی غلامی پر اتنے راضی ہو گئے ہیں کہ اب اصلاحِ احوال کی کوئی صورت ہی باقی نہیں رہی۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ زمین پیاسی ہے مگر آج کا صاحب کرم برسنے کو تیار ہی نہیں۔ جو دل زندہ ہونے اور بیداری کے مدعی ہیں وہ آگے بڑھنے کے لیے اور ثبوت زندگی دینے کے لیے اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ پہلے ایک ہجوم اکٹھا ہو جائے، جلسے کی حاضری کوئی اور فراہم کر دے اور ہم خطاب کی بساط سجانے کے لیے اور وعظ ونصیحت کا دریا بہانے کے لیے آ جائیں۔ کچھ حضرات تو منزل کے اس مقام پر رک کے کھڑے ہیں اور کچھ اپنی بے بضاعتی اور انکساری کو آڑ بنائے ہوئے ہیں۔ ہمیں تو اپنی آنکھوں سے ان دونوں حجابوں کو اٹھانا ہے اور حالات زمین کو بر سر زمین دیکھتے ہوئے کتاب الٰہی کی روشنی میں اور سنت رسالتﷺ پناہ کی راہ نمائی میں اپنا جائزہ لینا ہے، خود متحرک ہونا ہے، تاکہ حرکت ہمارے وجود میں پیدا ہو اور پھر یہی تموّج ہمارے گھر کی فضاؤں میں آئے۔ ہمارے افرادِ خانہ کے کردار میں ابھرے۔ ہمارے گھر نمونے کے گھر بنیں اور ہمارے اہل خانہ زبان سے دعوت نہ بھی دیں تو ان کا طرزِ عمل آس پاس کے ماحول میں اسی طرح کی تبدیلی پیدا کر دے، جس کے بارے میں سید مودودیؒ نے کہا تھا کہ فریضہ اقامت دین کو سمجھنے والا آدمی جس ماحول میں رہتا ہو، وہاں اس کی طرف لوگوں کی نگاہیں بھی اٹھنی چاہئیں کہ یہ ہے وہ جو خود تبدیل ہو گیا ہے اور اس کی طرف لوگوں کی انگلیاں بھی اٹھنی چاہئیں کہ یہ ہے وہ جو تبدیلی بھی لے آئے گا۔ بس اللہ کا تو ہم سے یہی مطالبہ ہے کہ ہم جو ہیں اور جتنے ہیں، جیسے ہیں، اپنے آپ کو سمیٹیں۔ اپنے حال واحوال پر نگاہ رکھیں اور جس معیار کو ہم نے اپنا مطلوب قرار دیا ہے، اس کی طرف اپنی پیش قدمی کو رواں دواں رکھیں۔‘‘

حکیم سید محمود احمدؒ

اس شمارے میں

بے چارے عوام کدھر جائیں!
مسابقت کا اصل میدان: حصولِ مغفرت....
کیا نظام باطل میں اطاعتِ رسولﷺ ممکن ہے؟ (5)
امن وسلامتی: دین اسلام میں پنہاں
اسلام میں مساوات کی اہمیت
حفاظتِ زبان

کمزوروں پر ظلم و زیادتی سے پرہیز کرو

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:130تا

وَ اِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ ﴿۱۳۰﴾ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۳۱﴾ۚ وَ اتَّقُوا الَّذِیۡۤ
اَمَدَّکُمۡ بِمَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾ۚ اَمَدَّکُمۡ بِاَنۡعَامٍ وَّ بَنِیۡنَ ﴿۱۳۳﴾ۙۚ وَ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۱۳۴﴾ۚ اِنِّیۡۤ
اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۳۵﴾ؕ

آیت :۱۳۰ ﴿وَاِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ ﴿۱۳۰﴾﴾ ’’اور جب تم کسی کی گرفت کرتے ہو تو ظالموں کی طرح گرفت کرتے ہو۔‘‘

جب تم کسی قوم پر حملہ آور ہوتے ہو تو ظلم و جبر کی انتہا کر دیتے ہو۔

آیت :۱۳۱ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۳۱﴾﴾ ’’پس تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔‘‘

آیت :۱۳۲ ﴿وَاتَّقُوا الَّذِیۡۤ اَمَدَّکُمۡ بِمَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾﴾ ’’اُس کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں مدد پہنچائی ہے ان چیزوں کے ذریعے جن کو تم جانتے ہو۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے تمہیں اولاد عطا کی ہے‘ مال و اسباب سے نوازا ہے‘ خوشحالی اور فارغ البالی دی ہے‘ وسیع خطۂ زمین بخشا ہے اور تمہاری اس زمین کو خصوصی طور پر زرخیز بنایا ہے۔ اور تم لوگ اس اللہ کو خوب پہچانتے ہو جس کی طرف سے تمہیں یہ تمام نعمتیں ملی ہیں۔

آیت :۱۳۳ ﴿اَمَدَّکُمۡ بِاَنۡعَامٍ وَّ بَنِیۡنَ ﴿۱۳۳﴾﴾ ’’اُس نے تمہیں مدد پہنچائی ہے چوپایوں اور بیٹوں کے ذریعے۔‘‘

آیت :۱۳۴ ﴿وَجَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۱۳۴﴾﴾ ’’اور باغات اور چشموں کے ذریعے۔‘‘

آیت :۱۳۵ ﴿اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۳۵﴾﴾ ’’مجھے تو اندیشہ ہے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا۔‘‘

درس حدیث

کسی کو حقیر نہ جانو

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ)) (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ چکٹ اور پراگندہ بال غریب‘ جسے دروازوں پر سے دھکیل دیا جاتا ہے اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کر دیتا ہے۔‘‘

تشریح: اس سے مراد وہ غریب ہیں جو مال و متاع سے محروم ہونے کی وجہ سے پریشان حال ہوتے ہیں۔ ان کے سر کے بال میلے کچیلے اور بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر وہ بالفرض کسی کھاتے پیتے گھر کے دروازے پر کھڑے ہوں تو ان کو دھکے دے کر وہاں سے نکال دیا جاتا ہے۔ وہ مالدار نہ ہونے کی وجہ سے پریشان حال تو ہوتے ہیں لیکن پریشان خاطر نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑے وقیع اور صالح ہوتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کسی کام کے ہونے کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی لاج رکھنے کے لیے ان کی بات پوری کر دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادار یہ
ایوب بیگ مرزا

بے چارے عوام کدھر جائیں!

آج پاکستانیوں کی اکثریت یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا ہیجانی کیفیت، غیر یقینی صورتِ حال، ہنگامی حالت اور خوف کی فضا ہمارا مقدر ہے۔ ملک کو معرضِ وجود میں آئے پون صدی گزر چکی ہے، بیسوی صدی کے وسط میں پاکستان نوزائیدہ ریاست تھی آج بوڑھی نہ سہی اُدھیڑ عمر ریاست تو کہلائے گی۔ لیکن جن مسائل اور مصائب کا سامنا آغاز میں تھا آج بھی صورت حال جُوں کی توں ہے، بلکہ بدتر ہو چکی ہے۔ صرف 1960ء اور 1970ء کے درمیان پاکستان کے چہرے پر کچھ چمک آئی تھی وہ اس لئے کہ ایک فوجی آمر امن، سیاسی استحکام اور معاشی ترقی ڈنڈے کے زور پر ملک میں لے آیا تھا، لیکن یہ سب کچھ دیرپا ثابت نہ ہوا۔ کیونکہ نہ دل فتح ہوئے تھے اور نہ اذہان قائل ہوئے تھے بلکہ قومی سطح پر ایک رسمی اور ظاہری قبولیت ہوئی تھی۔ یہی وجہ بنی کہ 1971ء میں عوام کا ایسا غیض وغضب سامنے آیا کہ نہ صرف وہ خوشحالی اور ترقی نفرت کے طوفان کی نذر ہوگئی بلکہ مشرقی پاکستان کہلانے والا پاکستان کا ایک بڑا حصہ بھی ٹوٹ کر الگ ہوگیا۔ خیال تھا کہ عوام وخواص سبق سیکھیں گے لیکن یہ خیال خام ثابت ہوا۔ خدا جانے کس کی نظر کھا گئی۔ بہرحال ہم زندگی کے ہر شعبہ میں تنزلی کا شکار ہو گئے۔ کرپشن، بدعنوانی، بددیانتی، بداخلاقی اور دجل وفریب میں ایک دوسرے پر سبقت کے لیے زبردست مقابلہ شروع ہوگیا۔ ہر کوئی دوسرے سے آگے نکلنے کے لیے بے تاب ہے۔ لہٰذا سیاسی عدم استحکام، معاشی بدحالی اور بدترین اخلاقی حالت اس کا نقد نتیجہ ہے۔

سیاسی طور پر اس سال یعنی 2022ء میں مارچ اپریل میں رجیم چینج کے بعد ملکی بدحالی کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا، آٹھ ماہ ہو چکے لیکن اُس کے تاثرات گہرے ہوتے چلے جا رہے ہیں اور آج تک ایک دن بھی سکون سے نہیں گزرا۔ اس دوران رمضان کا مبارک مہینہ بھی آیا لیکن سیز فائر نہ ہوا بلکہ ایسی مثالیں بھی دی گئیں کہ یہ حق وباطل کا معرکہ ہے اور کیا رمضان المبارک میں جنگ و جدل کے معاملات نہیں ہوئے تھے۔ اعتراض رمضان المبارک میں احتجاج پر نہیں بلکہ اعتراض جو کچھ احتجاج میں ہوتا ہے، اس پر ہے۔ یعنی شور وغوغا اور گانوں کی لے اور طرز پر ترانوں کی گونج پر ہوتا ہے۔ جس کی حکومت ختم کی گئی تھی اُسے احساس ہوا کہ لوگ اُس پر ہونے والے مبینہ ظلم کے

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

11 تا 17 جمادی الاولیٰ 1444ھ جلد 31
06 تا 12 دسمبر 2022ء شمارہ 47

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-78
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

نتیجہ میں اُسے ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں، لہٰذا سیاسی جلسوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا۔ ان جلسوں پر اب تک شاید اربوں روپیہ صرف ہو چکا ہے جبکہ اسی ملک میں لاکھوں لوگ ایسے ہیں جن کے پاس کھانے کو دو وقت کی روٹی نہیں۔ دوسری طرف جو لوگ ’خصوصی‘ بندوبست کر کے حکومت میں لائے گئے، وہ چند ماہ پہلے جب اپوزیشن میں تھے تو مہنگائی اور بے روزگاری ختم کرنے کے لیے لانگ مارچ کر رہے تھے اور فوری انتخابات کا مطالبہ کر رہے تھے وہ جب حکومت میں آئے تو ایسا معلوم ہوا کہ عوام کو سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ وہ لوگ شاید مہنگائی اور بے روزگاری بڑھانے کی بات کر رہے تھے اور انتخابات سے تائب ہونے کی بات کر رہے تھے۔ اُنہوں نے حکومت میں آتے ہی آؤ دیکھا نہ تاؤ اُن تمام قوانین کو ہی ملیا میٹ کر دیا جس سے وہ مبینہ کرپشن کے حوالے سے گرفت میں آ سکتے تھے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ ضروریاتِ زندگی کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ اور ’’امریکی مداخلت‘‘ کے نعرے نے وزارتِ عظمیٰ سے نکالے گئے عمران خان کو غیر معمولی مقبولیت دے دی ہے۔ اب جنگ یہ ہے کہ عمران خان نے فوری انتخابات کے لیے طوفان اٹھایا ہوا ہے اور PDM کی حکومت انتخابات کا نام سننے کو تیار نہیں۔ اس لڑائی نے معیشت کا تیا پانچہ کر دیا ہے۔ عجیب تماشا لگا ہوا ہے۔ PDM کے وزیر خزانہ IMF کے پاس جا کر کہتے ہیں، دیکھیں گزشتہ دو سال میں ہماری معیشت کتنی ترقی کر رہی تھی، تمام اشارے مثبت تھے تیس سال بعد GDP 6% ہو گیا تھا۔ برآمدات کتنی بڑھ گئیں تھیں، بیرون ملک سے پاکستانیوں نے گزشتہ سال کے دوران 31 ارب روپے بھیجے تھے۔ FBR نے ریکارڈ ریکوری کی ہے اور سود کی شرح کم کر دی گئی ہے لہٰذا IMF ہمیں پروگرام دے۔ اور ملک میں واپس آ کر کہتے کہ سابقہ حکومت نے معیشت تباہ کر دی تھی۔ بہت سی باتیں اور حرکات ایسی کی جا رہی تھیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اور اپوزیشن سیاسی حریف نہیں ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہیں۔

حکومت اور اپوزیشن نے آرمی چیف کی تعیناتی کا وہ تماشا لگایا کہ یوں لگتا تھا کہ پاکستان کا ایک ہی مسئلہ ہے وہ آرمی چیف کی تقرری کا ہے۔ خدا خدا کر کے وہ مسئلہ حل ہوا لیکن چیئرمین پی ٹی آئی نے 3 نومبر 2022ء کو ہونے والی اپنی جان پر حملے کے صرف تین ہفتے بعد 26 نومبر 2022ء کو راولپنڈی میں تاریخ ساز جلسہ کرنے اور اُس میں ایک سرپرائز دینے کا اعلان کر دیا۔ اس جلسہ میں سرپرائز یہ دیا گیا کہ تحریک انصاف تمام اسمبلیوں سے استعفیٰ دے کر اس فرسودہ اور دقیانوسی نظام سے باہر نکل جائے گی۔ ملین ڈالر سوال یہ ہے کہ آپ اسمبلیوں سے استعفیٰ دے کر یا پنجاب اور کے پی کے اسمبلیاں تحلیل کر کے فرسودہ نظام سے باہر کیسے آ جائیں گے۔ نظام تو وہی رہے گا پھر نئے انتخابات جن میں کسی لُچے لفنگے اور کسی شرافت کے پیکر دونوں کی حیثیت ایک جیسی ہو، نہ انتخابی امیدوار بننے کی کوئی شرط ہے اور نہ ووٹ ڈالنے والے پر کسی قسم کی پابندی ہے۔ نہ اخلاقی اقدار کی پابندی کی کوئی بات ہے، نہ حرام پر کوئی قدغن ہے اور نہ بدترین اقتصادی استحصال جرم ہے گویا سیدھے اور سادے الفاظ میں لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر بننے والے ملک میں طاغوتی قوتوں کا اسلام دشمن باطل نظام ہی مسلط رہے گا تو پھر میرٹ کیسے آئے گا؟ مساوات کیسے قائم ہوگی؟ انسان کے ہاتھوں انسان کا استحصال کیسے ختم ہوگا؟ جب عدالتی نظام یہی رہے گا تو پھر لوگوں کو اپنی دہلیز پر انصاف کیسے ملے گا؟ طاقتور سے کمزور کو حق کیسے دلایا جائے گا؟ یہ سب کچھ اگر نہیں ہوتا تو نظام سے نکلنا محض سیاسی نعرہ ہے۔ انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ایک سیڑھی کا استعمال ہے۔ پاکستان میں اسلام کے حوالے سے نعرے بہت لگ چکے، اب نعروں کی بجائے عملی تنفیذ کی ضرورت ہے۔ وگرنہ ایک طرف سیاست دانوں کی رہی سہی ساکھ ختم ہو جائے گی اور دوسری طرف عوام کی مایوسی بھی ریڈ لائن کراس کر سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے، اس کے حصے بخرے نہیں کیے جا سکتے۔ لہٰذا اس کا کلیتاً نفاذ ہی ہمیں دنیا و آخرت میں سرخرو کرے گا۔

مسابقت کا اصل میدان: حصولِ مغفرت و جنت

سورۃ آل عمران کی آیات (133 و 134) کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی DHA کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 25 نومبر 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراہیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

اس وقت دنیا میں جو دوڑ ہمارے سامنے لگی ہوئی ہے کہ مال، کاروبار، شہرت، کرسی کے حصول کے لیے، خوب سے خوب تر کی تلاش میں لوگ دن رات دوڑ رہے ہیں، یہ ساری بھاگ دوڑ اس چندروزہ عارضی زندگی کے لیے ہے۔ موت کے ساتھ ہی یہ ساری بھاگ دوڑ رائیگاں چلی جائے گی اور کچھ کام نہ آئے گی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا کلام ہماری عقل اور شعور کو اس حوالے سے بیدار کرتا ہے کہ تم کس بے مقصد بھاگ دوڑ میں لگے ہوئے ہو؟ کہاں اپنی زندگی، وقت، صلاحیتیں اور مال کھپا رہے ہو؟ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک اور ویژن ہمارے سامنے رکھتا ہے کہ حقیقت میں تمہیں کس چیز کے لیے بھاگ دوڑ، محنت اور جدوجہد کرنا چاہیے۔ اس حوالے سے ہم ان شاءاللہ آج سورۃ آل عمران کی آیات 133 اور 134 کا مطالعہ کریں گے۔ فرمایا:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ﴾ ”اور مسابقت کرو اپنے رب کی مغفرت کے حصول کے لیے اور اُس جنت کو حاصل کرنے کے لیے جس کا پھیلاؤ آسمانوں اور زمین جتنا ہے۔“

یہاں جنت کا ذکر بعد میں آیا مغفرت کا ذکر پہلے آیا۔ مفسرین نے بڑا پیارا کلام فرمایا کہ جنت میں داخلہ مغفرت ہی کے نتیجے میں ہے اور اگر ایک اور لفظ استعمال کریں تو حدیث مبارک ذہن میں آجائے گی۔ جنت میں داخلہ ہمارے اعمال کی بنیاد پر نہیں بلکہ وہ اللہ کی رحمت کے طفیل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے عمل کی بنیاد پر جنت میں داخل نہ ہوگا۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ ﷺ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں داخل نہ ہوں گا جب تک کہ اللہ کی رحمت مجھے ڈھانپ نہ لے“۔ اگر امام الانبیاء ﷺ یہ فرما رہے ہیں تو باقی کسی کی کیا حیثیت اور اوقات ہے کہ وہ اپنے عمل پر کچھ نازاں ہونے اور اپنی نیکیوں کو کچھ سمجھنے کی کوشش کرے۔ زیر مطالعہ آیت میں بھی مطلق مغفرت کا لفظ نہیں بلکہ ﴿مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنی رب کی رحمت جب تک شامل حال نہ ہوگی ہم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ البتہ جہنم میں جو جائے گا وہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے جائے گا۔ جنت میں جو پہنچے گا وہ اللہ کے فضل سے پہنچے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ یہاں تقاضا کر رہا ہے کہ اللہ کی مغفرت کے حصول کے لیے دوڑو، مسابقت اختیار کرو، جتنی بھاگ دوڑ تم دنیا کے لیے کرتے ہو، اس سے بہتر ہے تو تم اللہ کی مغفرت کے لیے تیزی دکھاؤ تاکہ تم دائمی زندگی میں کامیاب ہو جاؤ۔ فرمایا:

﴿وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ﴾ ”اور اُس جنت کو حاصل کرنے کے لیے جس کا پھیلاؤ آسمانوں اور زمین جتنا ہے۔“

جنت اللہ کی رضا کا مقام ہے۔ اللہ نے اس کا شوق دلایا ہے اور اللہ کے پیغمبروں نے جنت کا سوال کیا ہے۔ جنت کا ہر مسلمان کو شوق رکھنا چاہیے ورنہ ایک جاہلانہ تصور جاہل قسم کے حامل لوگوں میں یہ موجود رہا ہے کہ جی اللہ جہنم میں ڈال کر بھی خوش ہے تو ہم ٹھیک ہیں، ”یہ کیا جنت کے چکر میں پڑے ہو بس اللہ اللہ کرو۔“ اناللہ وانا الیہ راجعون! نہیں! اللہ اللہ تو کرنا ہے، اسی اللہ نے جنت کا شوق دلایا ہے، اس کے رسول ﷺ نے جنت کے لیے دعائیں کی بھی ہیں اور اُمت کو سکھائی بھی ہیں۔ ہجرت سے پہلے یثرب سے لوگ آئے، اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کو یثرب آنے کی دعوت دیتے ہوئے کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ ﷺ کا ساتھ دیں گے، اپنے بیوی بچوں سے بڑھ کر آپ ﷺ کی حفاظت کریں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں جنت ملے گی۔ اس سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حضرت یاسر، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہما پر اس قدر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے کہ دونوں شہید ہوگئے، آپ ﷺ نے آلِ یاسر کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

((اصبروا یا آل یاسر فان موعدکم الجنة))
”اے یاسر کے گھر والو! صبر کرنا تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔“

اسی طرح ایک غزوے میں ایک صحابی نے کھجوریں کھاتے کھاتے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ قتال ہو رہا ہے اگر میں شہید ہوا تو کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں جنت ملے گی۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ اب کھجوریں کھانے کا کیا فائدہ، کھجور ایک طرف رکھی اور قتال کے میدان میں کود پڑے، شہید ہوئے اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنت میں پہنچ گیا۔ اللہ اکبر! کیسے پیارے لوگ تھے، کیا ان کا یقین تھا اور کیا ترغیب محمد مصطفی ﷺ کی تھی۔ غزوہ تبوک میں نفیر عام کا موقع تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں واحد موقع تھا کہ ہر ایک کا نکلنا لازم کیا گیا۔ لوگ اپنی تیار فصل کو چھوڑ کر جا رہے ہیں کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کی پکار ہے، اللہ

کا حکم آ گیا، شوق اس بات کا ہے کہ اللہ کی طرف سے جنت کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت تک پیدا ہونے والے ہر مسلمان کو یہی ترغیب دے رہا ہے۔

''اور مسابقت کرو اپنے رب کی مغفرت کے حصول کے لیے اور اُس جنت کو حاصل کرنے کے لیے جس کا پھیلاؤ آسمانوں اور زمین جتنا ہے'' (آل عمران:133)

تمہاری تمام مساعی، محنت اور جدوجہد کا اصل ہدف رب کی مغفرت اور جنت کا حصول ہونا چاہیے۔ اس کے لیے دوڑ، تیزی دکھاؤ، مسابقت اختیار کرو۔ تم دنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہو، ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہو، حالانکہ چاہیے تو یہ کہ تم اصل زندگی اور اصل کامیابی کے لیے مسابقت کرو۔ اس جنت کی شان کا ایک نکتہ یہاں بیان ہوا کہ اُس کا پھیلاؤ آسمانوں اور زمین جتنا ہے۔ اُس وقت جب قرآن کریم نازل ہو رہا تھا کائنات کی وسعتوں کو بیان کرنے کے لیے آسمان و زمین کے الفاظ بہترین تھے۔ آج بھی یہ الفاظ بہترین ہیں کیونکہ ان میں کائنات کی وسعتوں کا ذکر آ رہا ہے۔ یعنی جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جیسی ہے اور آسمان کے بارے میں قرآن یہ بھی فرما رہا ہے:

﴿وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿٤٧﴾﴾ (الذاریات:47) ''اور آسمان کو ہم نے بنایا اپنے ہاتھوں سے اور ہم (اس کو) توسیع دینے والے ہیں۔''

جب ہم آسمانوں اور زمین کی وسعتوں کو نہیں سمجھ سکتے تو جنت کی وسعتوں کا تصور ہم کیسے کر سکتے ہیں؟ پھر یہ کہ جنت کی نعمتوں کا شمار ہم کیسے کر سکتے ہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ((مَالَا عَينٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ)) (متفق علیہ) ''جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا گمان ہی گزرا۔''

یہ ہے وہ عظیم نعمت، وہ اصل زندگی، وہ اصل کامیابی جس کی طرف دوڑنے کی اللہ تعالیٰ ترغیب دے رہا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے رات کے قیام اور دعاؤں میں یہ اذکار بھی شامل ہیں: ((والجنة حق والنار حق))

یا اللہ! جنت بھی حق ہے اور جہنم بھی حق ہے۔ اللہ ہمیں یقین دے اور ہم سب کو جہنم سے بچائے اور جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین!

عرض کے حوالے سے ایک اور نکتہ اہل علم نے بیان فرمایا کہ یہ عربی میں ثمن (قیمت) کے معنی میں بھی آتا ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جب زمین و آسمان کی وسعتیں ہماری سمجھ میں آنے والی نہیں ہیں تو جنت کی قیمت کا کیسے ہم اندازہ کر سکتے ہیں؟ جنت کوئی سستی یا فری میں ملنے والی شے نہیں ہے، اس کے لیے زمین آسمان بھی کھپا دیے جائیں تو کم ہیں۔ البتہ اللہ جنت کے حصول کا ایک تصور ہمیں عطا کرتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ﴾ (التوبۃ:111) ''یقیناً اللہ نے خرید لی ہیں اہل ایمان سے ان کی جانیں بھی اور ان کے مال بھی اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔''

یہاں عوض سے مراد یہ نہیں ہے کہ کوئی قیمت ہے یا اللہ کو کسی سودے کی حاجت ہے بلکہ یہ ہماری ترغیب وتشویق کے لیے اللہ تعالیٰ انداز اختیار کرتا ہے۔ جان اللہ کی دی ہوئی ہے، اگر اس کے راستے میں مومن نے جان دے دی تو کوئی کمال نہیں کیا، لیکن اللہ کا احساس عظیم ہے کہ وہ اپنی ہی دی ہوئی شے کے بدلے میں جنت کا وعدہ کر رہا ہے حالانکہ جنت اتنی سستی بھی نہیں ہے۔ جس طرح زمین و آسمان کی وسعتوں کو سمجھنا انسان کے لیے مشکل ہے اسی طرح جنت کی نعمتوں، اس کی وسعتوں اور اس کی قدر و قیمت کو سمجھنا ناممکن ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ہم جنت کے بارے میں کتنے فکر مند ہیں؟ ہم دنیا کے حصول کے لیے دن رات دوڑ رہے ہیں، اس کے لیے اتنے فکر مند ہیں، کیا جنت کی فکر بھی ہمارے ذہنوں میں ہے۔ کیا صرف مسلمان کہلانے سے جنت مل جائے گی؟ خدا کی قسم! اللہ کی جنت سستی نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ نے جنت کو مشقتوں سے گھیرا ہے اور (مشقتوں سے گھیر کر) جبرائیل کو کہا کہ دیکھ کر آؤ۔ جبرائیل نے آ کر عرض کی: اے اللہ!

پریس ریلیز 2 دسمبر 2022ء

ملک میں دہشت گردی کا ازسرِنو سر اُٹھانا انتہائی تشویش ناک ہے

شجاع الدین شیخ

ملک میں دہشت گردی کا ازسرِنو سر اُٹھانا انتہائی تشویش ناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ٹی ٹی پی کی جانب سے ریاستِ پاکستان کے ساتھ کیے گئے سیز فائر معاہدہ کو ختم کرنے کے اعلان کے ساتھ ہی دہشت گردی کے واقعات میں اضافہ انتہائی خطرناک ہے۔ ایک طرف تو ٹی ٹی پی اور حکومتِ پاکستان ایک دوسرے کی کوئی بات ماننے کو تیار نہیں۔ دوسری طرف بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں دہشت گردی کے افسوسناک واقعات دوبارہ معمول بنتے جا رہے ہیں۔ پھر یہ کہ اندرونِ ملک سیاست میں بھی کسی قسم کی خیر سگالی کا جذبہ دکھائی نہیں دیتا بلکہ سیاستدان ایک دوسرے کے سیاسی حریف بننے کی بجائے ذاتی دشمنی پر اتر آئے ہیں۔ ہونا یہ چاہیے کہ سیاست دان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر ملک کو درپیش مسائل وخطرات کا مقابلہ کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹی ٹی پی سمیت تمام ناراض گروہوں سے مذاکرات کے ذریعہ معاملات طے کرنا قیامِ امن کے لیے سود مند ثابت ہوگا۔ فریقین ایک دوسرے کے جائز تحفظات کو دور کریں۔ حکومت اور ریاستی اداروں کو ادراک ہونا چاہیے کہ ریاست کی رٹ قائم کرنے کے لیے طاقت کا بے دریغ استعمال کبھی فائدہ مند نہیں ہوتا۔ لہٰذا فریقین تحمل وبرداشت کا مظاہرہ کریں اور اسلامی تعلیمات کے مطابق عفو و درگزر سے کام لیں تاکہ ملک میں امن وامان بحال ہو سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

لگتا ہے کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

دنیا کی معمولی کامیابی محنت اور مشقت کے بغیر ممکن نہیں، آج دنیا پر مہنگائی کا پریشر ہے، آدمی دس دس طریقے سوچتا ہے، دن رات ایک کرتا ہے تب جا کر چند لاکھ، چند ہزار روپے کماتا ہے۔ ہمارا کیا خیال ہے جنت ہمیں بیٹھے بیٹھے آرام سے مل جائے گی؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ آگے فرمایا:

﴿اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۳۳﴾ (آل عمران:133) ''وہ تیار کی گئی ہے (اور سنواری گئی ہے) اہلِ تقویٰ کے لیے۔''

جنت موجود ہے، اللہ نے بنائی ہے، اس کو متقین کے لیے سجایا، سنوارا گیا ہے۔ تقویٰ کا عام ترجمہ ہے خوفِ خدا رکھنا، گناہوں سے بچنا، اللہ کی ناراضگی سے بچنا، روزِ قیامت کی جوابدہی کا احساس ہونا۔ اگلی آیت میں متقین کی صفات بیان ہو رہی ہیں۔ فرمایا:

﴿الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ﴾ (آل عمران:134) ''وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں کشادگی میں بھی اور تنگی میں بھی۔''

اللہ کی راہ میں جان کے ساتھ ساتھ مال کا خرچ بھی اللہ کو مطلوب ہے تاکہ بندے آخرت میں اس کا اجر پا سکیں، یہ بھی اللہ کی رضا اور جنت کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ مال کے خرچ کے حوالے سے ایک تو زکوٰۃ ہے جو دینی ہی دینی ہے مگر اس کے سوا بھی کچھ تقاضے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''بے شک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حصہ مقرر ہے۔''

زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ ہونا چاہیے۔ اللہ کا دین بڑا پیارا ہے۔ اللہ نے امیر کو بھی پیدا کیا غریب کو بھی پیدا کیا، دونوں کا امتحان ہے۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کھجور کا ایک ٹکڑا بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرا کے اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی کوشش کر سکتے ہو تو دے ڈالو اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ اماں عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ انگور کا ایک دانہ میرے پاس تھا وہ بھی میں نے اللہ کی راہ میں دے دیا۔ غزوۂ تبوک کا موقع ہے، حکم ہوا جو جتنا خرچ کر سکتا ہے لے کر آئے۔ سیدنا عثمان ؓ کے سینکڑوں اونٹ امداد لے کر حاضر ہو گئے۔ اسی طرح سیدنا عبدالرحمن بن عوف ؓ کا بھی ڈھیروں مال ہے۔ صدیق اکبر ؓ اپنے پورے گھر کا سامان لے آئے، عمر فاروق ؓ کا آدھے گھر کا مال ہے۔ لیکن سب سے اوپر اللہ کے رسول ﷺ نے چند کھجوریں رکھیں جو کہ ایک انصاری صحابیؓ کی تھیں۔ اس غریب صحابیؓ نے پوری رات ایک یہودی کے ہاں مزدوری کی۔ بدلے میں مٹھی بھر کھجوریں ملیں جن میں سے ایک حصہ گھر والوں کو دے آئے اور ایک حصہ حضور ﷺ کے قدموں میں لا کر رکھ دیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ان کھجوروں کو سب کے اوپر رکھا۔ یہ دین سب کو نوازنے کے لیے آیا ہے۔ اللہ سب کا رب ہے، سب کو دے گا۔ جس پر زکوٰۃ فرض نہیں اللہ نے اس کے لیے بھی آسانی رکھی ہے کہ وہ ایک کھجور کا ٹکڑا تو دے سکتا ہے، پانی کا ایک گلاس تو کسی کو پلا سکتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نیکی کے کاموں میں سے کسی کو حقیر نہ سمجھنا۔ ہر نیکی کا وزن ہوگا۔

زیر مطالعہ آیت میں یُنۡفِقُوۡنَ صرف مال کے انفاق کے لیے نہیں ہے۔ سورۃ الحدید میں ہم پڑھتے ہیں:

﴿اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا جَعَلَکُمۡ مُّسۡتَخۡلَفِیۡنَ فِیۡہِ ؕ﴾ (الحدید:7) ''ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر اور خرچ کرو اُن سب میں سے جن میں اُس نے تمہیں خلافت عطا کی ہے۔''

اگر کسی کے پاس جسمانی قوت ہے تو اس قوت کو خیر کے کام میں لگا دے۔ کسی کے پاس کوئی صلاحیت ہے تو اس کو اللہ کے دین اور نیکی کے کام میں لگائے، کسی کو وقت دینا یہ بھی انفاق ہے، کسی کو اچھا مشورہ دینا بھی انفاق ہے۔ اسی طرح بعض اعمال صدقہ جاریہ ہوتے ہیں جن کا اجر مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ جنت متقین کے لیے ہے اور متقین کی ایک صفت یہ بتائی گئی کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں چاہے تنگی میں ہوں یا کشادگی میں۔ جیسے بھی حالات ہوں لیکن آخرت مطلوب ہو تو بندہ کچھ نہ کچھ اللہ کی راہ میں لگا سکتا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ﴾ (آل عمران:134) ''اور وہ اپنے غصے کو پی جانے والے ہیں۔''

غصہ شیطان کی طرف سے ہے، شیطان آگ سے بنا ہے جب غصہ کی حالت آئے تو اس کو پینے کے اللہ کے رسول ﷺ نے طریقے بتائے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لے، وضو کر لے، اپنی کیفیت بدل لے، یعنی اگر کھڑا ہے بیٹھ جائے۔ البتہ جہاں غصہ آنا چاہیے وہاں آنا چاہیے۔ اماں عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو انفرادی معاملات میں کبھی غصہ نہیں آیا، آپ ﷺ لوگوں کو معاف کر دیتے حتیٰ کہ ان لوگوں کو بھی جنہوں نے آپ کی دشمنی اختیار کی اور جان کے دشمن ہو گئے، فتح مکہ اور طائف کے موقع پر معاف کیا ہے۔ البتہ جب اللہ کا حکم ٹوٹتا تھا تو آپ ﷺ کو غصہ آتا تھا۔ اماں عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ گستاخانِ رسول ﷺ کے حوالے سے اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو چن چن کر قتل کر دیا جائے۔ آگے فرمایا:

﴿وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ﴾ (آل عمران:134) ''اور لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرنے والے ہیں۔''

جنت والوں کی صفات یہ ہیں کہ وہ لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں واقعہ افک بیان ہوا ہے۔ بہتان لگانے والوں میں صدیق اکبر ؓ کے کزن بھی تھے، آپؓ ان کی مدد کیا کرتے تھے، واقعہ کے بعد صدیق اکبر ؓ نے ان سے قطع تعلق اور ان کی مدد نہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اللہ نے قرآن میں آیت نازل فرما دی:

﴿وَلۡیَعۡفُوۡا وَلۡیَصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۲۲﴾ (النور) ''اور چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے؟ اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔''

تو صدیق اکبر ؓ کا کہنا تھا: بلیٰ یا اللہ، میں چاہوں گا کہ اے اللہ تو مجھے معاف کر دے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے کزن کو معاف بھی کیا اور ان کی امداد ڈبل کر دی۔ بندوں کو معاف کرو۔ اپنے ساتھ کیا لے کے جاؤ گے، اگر معاف کر دیں گے تو اللہ کی مغفرت مل جائے گی ان شاء اللہ! اور اس کی مغفرت اور بخشش ملے گی تو جنت ملے گی۔ ان شاء اللہ! آگے فرمایا:

﴿وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۳۴﴾ (آل عمران:134) ''اور اللہ تعالیٰ ایسے محسنین کو پسند کرتا ہے۔''

زیر مطالعہ آیت کے حوالے سے ایک اہم واقعہ کا بیان آخر میں مناسب رہے گا۔ سیدنا علی ؓ کی ایک کنیز آپؓ کے لیے وضو کا پانی لاتی تھی، ایک دن پانی آپؓ کے کپڑوں پر گر گیا، جیسے ہی وہ پانی آپؓ کے کپڑوں پر گرا تو آپؓ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہونا شروع ہوا۔ اس زمانے کی کنیزوں اور غلاموں کو قرآن آتا تھا۔ اس کنیز نے فوراً اس آیت کے یہ الفاظ پڑھے: (والکاظمین الغیظ) تو سیدنا علی ؓ کے چہرے کا رنگ ٹھیک ہو گیا، پھر اس نے پڑھا: (والعافین عن الناس)، سیدنا علی ؓ نے فرمایا کہ میں نے تجھے معاف کر دیا۔ ہوشیار کنیز تھی چنانچہ اس نے آیت پوری پڑھی: (واللہ یحب المحسنین)، سیدنا علی ؓ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ صفات اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ۞۞۞

کیا نظامِ باطل میں اطاعتِ رسولؐ ممکن ہے؟ (5)

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

آیت استخلاف: قرآن کی عظیم آیت

سورۃ النور کی آیت 54 کے مطالعہ کے بعد اب ہم اگلی آیت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس آیت کو ''آیت استخلاف'' کہا جاتا ہے' اس لیے کہ اس میں خلافت کا ذکر ہے۔ فرمایا: ﴿وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪﴾ ''(اے مسلمانو!) اللہ کا وعدہ ہے تم میں سے اُن لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور عملِ صالح کا حق ادا کریں کہ وہ ان کو لازماً زمین میں خلافت (غلبہ) عطا کرے گا جیسے کہ اس نے ان سے پہلے والوں کو خلافت عطا کی تھی'' ------- یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت میں ''مِنۡکُمۡ'' (تبعیضیہ) کیوں آیا ہے؟ کہ جو تم میں سے واقعی صاحبِ ایمان ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس معاشرے میں ایسے لوگ بھی تھے جو کہنے کو مسلمان تھے' لیکن حقیقت میں منافق تھے۔ عبداللہ بن اُبی بھی اُسی معاشرے کا ایک فرد تھا' جو انصار کے ایک بڑے قبیلے خزرج کا سردار تھا' لیکن پکا منافق تھا۔ حضورﷺ غزوۂ اُحد کے لیے ایک ہزار کا لشکر لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے' لیکن تین سو لوگ آپﷺ کا ساتھ چھوڑ کر اسی عبداللہ بن اُبی کے ساتھ واپس آگئے۔ نبی کی زندگی میں نبی کا ساتھ چھوڑ دینے والوں کے بارے میں آپ کیا رائے قائم کریں گے؟ اسی لیے فرمایا کہ اللہ کا وعدہ تم میں سے اُن کے ساتھ ہے جو واقعی مؤمن ہیں۔

اس پر مزید اضافہ یہ ہے کہ محض ایمان کافی نہیں بلکہ عملِ صالح بھی ضروری ہے۔ اور یہاں عملِ صالح سے مراد صرف نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ نہیں' بلکہ اس سے مراد ہے: دین کو غالب کرنے کی جدّوجُہد' محنت' قربانیاں اور اللہ کے رسول کی پکار پر لبیک کہنا جب بھی پکارا جائے۔ اگر یہ سب نہیں ہے تو پھر عمل صالح بھی نہیں ہے' اس لیے کہ مدینہ کے منافقین بھی نمازیں پڑھتے تھے' بلکہ صفِ اولیٰ اور تکبیرِ تحریمہ کا خصوصی اہتمام کرتے تھے' جبکہ عبداللہ بن اُبی کے بارے میں تو آتا ہے کہ اپنی چودھراہٹ جتانے کے لیے وہ یہ طریقہ اختیار کرتا تھا کہ حضورﷺ جب خطبہ کے لیے اُٹھتے تھے تو پہلے خود آگے بڑھ کر کھڑا ہوتا اور کہتا: مسلمانو! یہ اللہ کے رسول ہیں' ان کی بات کو غور سے سنو اور اس پر عمل کرو! اس سے اس کا مقصد تبلیغ اور تلقین نہیں بلکہ اپنی چودھراہٹ ظاہر کرنا تھا۔ ایسے منافقین کے بارے میں ہی فرمایا گیا: ﴿اِذَا جَآءَکَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا نَشۡہَدُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُ اللّٰہِ ۘ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُہٗ ؕ وَ اللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ لَکٰذِبُوۡنَ ۚ﴾ (المنٰفقون) ''(اے محمدﷺ!) جب یہ منافق آپؐ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ سے بڑھ کر کس کو معلوم ہو گا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں! لیکن (اے نبیﷺ!) اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔''

اس ضمن میں سمجھ لیجیے کہ اللہ کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو حقیقتاً مؤمن ہیں اور عمل صالح کی روش اختیار کیے ہوئے ہیں۔ پھر عمل صالح میں نماز بھی ہے اور اس میں رسولﷺ کی مکمل اطاعت بھی ہے۔ اگر اللہ کے رسول پکار رہے ہیں کہ اللہ کی راہ میں نکلو' تو اگر ان کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے نکلو گے تو عمل صالح ہو گا' اور نہیں نکلو گے تو تمہارے ایمان کی گویا نفی ہو گئی اور تم منافق قرار پاؤ گے۔

اس پورے پس منظر کو ذہن میں رکھیے' بلکہ یہاں نوٹ کر لیجیے کہ یہ سورہ مبارکہ 6 ہجری میں نازل ہوئی ہے اور سورۃ الفتح بھی 6 ہجری میں ہی نازل ہوئی ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ سورۃ الفتح کی آخری دو آیات میں بھی وہی مضمون ہے جو سورۃ النور کی ان دو آیات میں آیا ہے۔ فرمایا:

﴿ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًا ﴿۲۸﴾﴾

''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کاملہ اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو پورے نظامِ زندگی پر غالب کرے۔ اور اللہ کافی ہے بطور گواہ!''

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ ... وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡہُمۡ مَّغۡفِرَۃً وَّ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ﴿۲۹﴾﴾

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں...... ان میں جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو ان سے اللہ نے گناہوں کی بخشش اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہے۔''

نوٹ کیجیے کہ وہی الفاظ ہیں' بس فرق صرف ضمیر کا ہے' وہاں مِنۡہُمۡ ہے' جبکہ یہاں مِنۡکُمۡ ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ وہاں مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ ہے جس کا تعلق آخرت سے ہے' جبکہ یہاں دنیا کا وعدہ ہے کہ لازماً انہیں زمین میں خلافت (غلبہ) عطا کی جائے گی۔

آج کے مسلمان ایمانِ حقیقی سے خالی!

قبل ازیں یہ بات بڑی تفصیل سے بیان کی جا چکی ہے کہ رسول اللہﷺ کی حیاتِ طیبہ کے دوران چار اعتبار سے آپؐ بنفسِ نفیس مطاع تھے۔ عبادات کے طور طریقے بھی آپؐ ہی سکھا رہے تھے' احکامِ شریعت کی تنفیذ بھی آپؐ ہی کر رہے تھے' مقدمات کے فیصلے بھی آپؐ ہی کر رہے تھے اور ڈگریاں بھی دے رہے تھے کہ یہ زمین کس کی ملکیت ہے۔ جہاد اور غلبۂ دین کی جدّوجُہد میں بھی آپؐ ہی امیر تھے' میدانِ جنگ میں بھی آپؐ ہی سپہ سالار تھے۔ لہٰذا چاروں اعتبار سے براہِ راست آپ کی اطاعت ہو رہی تھی' لیکن آپؐ کے وصال کے بعد اب معاملہ یہ ہے کہ عبادات اور شریعت میں تو کتاب اللہ اور سُنّتِ رسول قائم مقام ہو گئے' باقی رہ گئے فصلِ خصومات تو اس پر عمل تب ہو گا جب کوئی عدالتی نظام ہو گا۔ اسی طرح جہاد و قتال اور اللہ کے دین کے غلبے کی جدّوجُہد تب ہو گی

جب خلافت قائم ہو گی ---- وہ خلافت جس کا آیت زیرِ مطالعہ میں وعدہ کیا گیا ہے ----لیکن یہ وعدہ ان مسلمانوں سے ہے جو ایمانِ حقیقی کے حامل ہوں اور عملِ صالح کی روش اختیار کیے ہوئے ہوں۔ نام کے مسلمانوں سے یہ وعدہ نہیں ہے۔ جیسے آج دنیا میں تقریباً سوا ارب مسلمان ہیں، لیکن خلافت نام کی کوئی شے موجود نہیں ہے۔ یہی ایک بات ثابت کرتی ہے کہ ہم کون ہیں۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ کیا ہم اس آیت کے مصداق ہیں؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے۔ اس لیے کہ اگر ہم اس آیت کے مصداق ہوتے تو آج خلافت موجود ہوتی، لیکن 1924ء کے بعد سے لے کر آج تک اس کا وجود ہی نہیں ہے، اس کا کہیں کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے خلافت کا ادارہ ------- برا بھلا جیسا بھی تھا، کمزور تھا، مردِ بیمار تھا یا مردِ صحت مند تھا، بہرحال موجود تو تھا۔

اس کے بارے میں ایک واقعہ میں آپ کو سنا دوں۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اسیر مالٹا جب قید میں تھے تو آپ نے اس جیل کے انگریز کمانڈنٹ سے ایک دفعہ فرمایا کہ آپ لوگ خلافت کے کیوں پیچھے پڑ گئے ہیں؟ --- شیخ الہندؒ 1920ء میں رہا ہو کر واپس آئے تھے اور اسی سال ان کا انتقال بھی ہو گیا تھا۔ انگریز نے رہا بھی اسی لیے کیا تھا کہ ان کی ٹی بی آخری سٹیج کو پہنچ چکی تھی اور انگریزوں کو یقین تھا کہ اب ان کی زندگی کا چراغ گُل ہونے والا ہے اور اگر ہماری قید میں ان کا انتقال ہو گیا تو نامعلوم ہندوستان میں کیا شورش برپا ہو جائے، لہٰذا اس سے بہتر ہے کہ ان کو رہا کر دیا جائے --- بہرحال حضرت شیخ الہندؒ نے انگریز کمانڈنٹ سے کہا کہ آپ لوگ کیوں خلافت کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں؟ وہ تو مردِ بیمار ہے، بس نام کی خلافت ہے۔ آپ خواہ مخواہ اس کو ختم کرنے کے درپے ہیں! ---- اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ الہندؒ کو معلوم تھا کہ خلافت کو ختم کرنا انگریز کی سازش ہے، ورنہ یہ بات اس انگریز سے کہنے کا کوئی مطلب نہیں --- اس انگریز کمانڈنٹ نے ہنس کر بڑا طنزیہ جواب دیا: مولانا! آپ اتنے بھولے بننے کی کوشش نہ کریں۔ ہم بھی جانتے ہیں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ اس گئی گزری حالت میں بھی اگر خلیفۃ المسلمین اعلانِ جہاد کر دے تو جاوا اور سماٹرا سے لے کر موریطانیہ تک لاکھوں مسلمان کفن باندھ کر نکل کھڑے ہوں گے۔ ہمیں معلوم ہے کہ خلافت کی ایک علامت (symbol) بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے اور ہم اس علامت کو ختم کر کے جائیں گے۔ پھر انہوں نے اسے ختم کر کے دم لیا۔

بہرحال یہ نوٹ کر لیں کہ آج کا مسلمان اس آیت کا مصداق نہیں ہے، اسی لیے آج کرۂ ارضی پر کہیں خلافت کا نشان تک نہیں ہے --- یہ وہی مضمون ہے جو سورۂ آلِ عمران میں بھی آیا ہے: ﴿وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳۹﴾ ''(اے مسلمانو!) گھبراؤ نہیں اور دل شکستہ مت ہو، اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم (حقیقی) مؤمن ہو''۔ حقیقی ایمان والوں کے غالب ہونے کا اللہ کا وعدہ ہے اور اگر مسلمان مغلوب ہیں، جیسے آج کل حالات ہیں تو سمجھ لیجیے کہ آج کے مسلمانوں میں حقیقی ایمان نہیں ہے۔ جو کچھ اہل اسلام کے ساتھ ہوا ہے وہ آپ کے علم میں ہے۔ عراق کا کس قدر بھرکس نکالا گیا ہے۔ دعوے تو یہ تھے کہ ہم مسئلہ حل کرائیں گے، امن کانفرنس ہو گی اور اسرائیل کو 1967ء کے مقبوضہ عرب علاقے واپس کرنے پڑیں گے۔ لیکن آپ نے دیکھ لیا کہ امن کانفرنس بھی ہو گئی اور وہ بدمعاشوں کی طرح کہتا ہوا گیا کہ ایک انچ زمین بھی نہیں چھوڑیں گے۔ کسی عرب ملک کے اندر اتنا دم خم نہیں ہے کہ وہ پوچھ بھی سکے کہ جناب آپ کے وعدوں کا کیا ہوا؟ عرب ممالک میں سے عراق واحد ملک تھا جو کچھ آنکھیں دکھانے کے قابل تھا۔ اسرائیل کے پاس تو سینکڑوں ایٹم بم ہیں، جبکہ عراق تو ابھی صرف ایٹم بم بنانے کی صلاحیت (capibality) رکھتا تھا، لیکن پھر بھی وہ ان کی آنکھوں میں کھٹک رہا تھا۔

اس سارے کھیل میں صدام حسین بھی بہت بڑا احمق ثابت ہوا اور امیر کویت بھی۔ دونوں کو امریکہ نے دام میں پھنسایا ہے۔ ایک طرف کویت کی پیٹھ ٹھونکی کہ ان کا تیل کھینچ لو اور ایران کے خلاف جنگ میں جو پیسے تم نے صدام کو دیے تھے وہ ان سے سود سمیت واپس مانگو۔ دوسری طرف امریکی سفارت کار نے صدام حسین سے جا کر صاف کہا کہ جناب یہ آپ کا سرحدی معاملہ ہے، آپ جیسے چاہیں حل کریں، ہم درمیان میں نہیں آئیں گے۔ چنانچہ صدام نے کویت پر فوج کشی کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ دونوں مسلمان احمق اس جال میں پھنس گئے اور اس سے کس قدر شدید نقصان ہوا۔ تین لاکھ عراقی مارے گئے اور اس سے بھی بڑا نقصان یہ ہوا کہ کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ اگر جان چلی جائے اور کوئی مثبت نتیجہ برآمد ہو جائے تو پھر بھی غنیمت ہے۔ جیسے علامہ اقبال نے کہا تھا ؎

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا!

لاکھوں ستارے ختم ہوتے ہیں تو سورج طلوع ہوتا ہے، لیکن سورج تو طلوع ہو! وہاں یہ ہوا ہے کہ اب اس پورے علاقے کے اندر امریکہ کا شکنجہ ہے۔ بہرحال یہ حالات اس لیے درپیش ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عائد کردہ شرائط (ایمانِ حقیقی اور عملِ صالح) پر پورا نہیں اُتر رہے، ورنہ معاذاللہ! اللہ کا وعدہ تو غلط نہیں ہو سکتا۔ ذرا سا بھی یہ خیال پیدا ہو جائے تو ہمارا ایمان جاتا رہے گا۔ (جاری ہے)

❀❀❀

ضرورت رشتہ

☆ لاہور کے رہائشی علم دوست گھرانے کی بیٹی، تعلیم BS.Edu، عمر 23 سال، قد "1-'5 کے لیے رشتہ مطلوب ہے۔ ترجیحاً لاہور کا رہائشی۔ برائے رابطہ: 042-32313305

☆ خوش اطوار بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ڈاکٹر BSc. BDS، قد "4-'5 کے لیے ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0336-7883862

☆ وہاڑی میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنے بچوں، بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم الاسلام کورس، بی ایس سائیکالوجی (جاری)، قد 5 فٹ، شرعی پردہ کی حامل اور بیٹا، عمر 26 سال، تعلیم رجوع الی القرآن کورس، بی ایس انجینئرنگ، برسرروزگار، قد "6-'5 فٹ کے لیے وہاڑی اور گردونواح سے دینی مزاج کے حامل بچوں کے والدین رابطہ کریں۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0334-1718108
0306-6846311

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

امن وسلامتی: دینِ اسلام میں پنہاں

ممتاز ہاشمی

آج پوری دنیا میں انسانیت ذہنی انتشار‘ مایوسی اور بدامنی کی لپیٹ میں ہے۔ دنیا کی آبادی کا ایک بڑا حصّہ معاشی ناہمواری پر مبنی استحصالی نظام کا شکار ہے جو کہ دنیا بھر میں نافذ جبر پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام کا نتیجہ ہے۔ اس معاشی ناہمواری نے مختلف مسائل کو جنم دیا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ عوام اور معاشرے پر اس کے انتہائی منفی اثرات مرتّب ہو رہے ہیں جس سے اس وقت دنیا جرائم کی کثرت‘ بدامنی اور دہشت گردی کا شکار ہے۔ اس دہشت گردی کو مفاد پرست لوگ اپنی لالچ کی تکمیل کے لیے فروغ دے رہے ہیں۔ اس کا بڑا ہدف لوگوں میں خوف و ہراس کو فروغ دینا ہے‘ جس کے لیے لوگوں کے درمیان مختلف بنیادوں پر تقسیم کرنے کے عناصر بیدار کیے جاتے ہیں۔

دراصل ان تمام واقعات کا محرک آج کے دور میں نافذ استحصالی نظام کو دوام بخشنا ہے۔ دنیا بھر کے مراعات یافتہ طبقے اس بارے میں مکمل طور پر یکجا اور متحد ہیں اور یہ استحصالی طبقات اپنی اس مہم میں مکمل طور پر کامیاب ہیں۔ آج اکثریت مختلف قسم کے گروہی‘ لسانی‘ علاقائی اور جغرافیائی بنیادوں پر تقسیم ہو کر ان مراعات یافتہ طبقات کے بنائے ہوئے جبر اور استحصالی نظام کو دوام بخشنے کا کام اَنجانے طور پر بخوشی سرانجام دے رہی ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ انسانوں میں مختلف قسم کے سماجی اور اخلاقی مسائل کی شکل میں واضح ہے۔

ہمیں اپنے گردونواح اور اقوامِ عالم کے حالات وواقعات کا جائزہ لینے سے یہ بات انتہائی آسانی سے سمجھ آسکتی ہے کہ اس وقت اقوامِ عالم کی اکثریت انتہائی غربت اور کسمپرسی میں زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ وہ اہم بنیادی سہولیات سے محروم ہیں اور ان کی سوچ اور جدّوجُہد کا محور زندہ رہنے کے لیے روزگار اور وسائل کی تلاش پر محیط ہے۔ ان کے پاس اس کائنات کے حقائق اور خالقِ کائنات کے بارے میں غور وفکر کرنے کا کوئی وقت نہیں ہے۔ دوسری طرف مراعات یافتہ طبقات جو کہ پوری دنیا میں حکومت کر رہے ہیں‘ ان کی سوچ کا واحد محور اپنی دولت میں اضافے اور عیش وعشرت کے نت نئے طریقوں کی ایجاد ہے۔

انسانی فطرت میں بنیادی طور اپنے مفادات کو دوسروں پر فوقیت دینے کا عنصر اہم ہے‘ اس لیے انسانوں کے بنائے ہوئے نظام اور قوانین‘ بنیادی طور پر ان طاقتور‘ مسندِ اقتدار پر قابض گروہوں اور طبقات کے مفادات کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں‘ لہٰذا اس نظام میں عدل و انصاف کی فراہمی کا یقین کرنا انتہائی حماقت ہے۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمام مخلوق اور کائنات کا خالق ہے اور وہی عدل پر مبنی نظام تخلیق کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

آج کل انسان اپنے اس مقصد سے بالکل اجنبیت اختیار کر چکا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق کر کے اشرف المخلوقات جیسے بہت بڑے منصب پر فائز کیا تھا۔ تخلیق انسانی کے اس مقصد کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کیا ہے: ﴿وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ۝۵۶﴾ (الذاریات) ’’میں نے جنات اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔‘‘ اگرچہ اللہ ہی تمام کائنات ومخلوقات کا خالق ہے‘ مگر یہاں پر صرف انسانوں اور جنوں کی طرف اشارہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کی تخلیق کا واحد سبب ان کو ایک امتحانی مرحلے سے گزرتے ہوئے اپنی آخرت کے لیے خود راہ متعین کرنا ہے۔

عبادت کا مفہوم اللہ تعالیٰ کی ہمہ وقت‘ کلی اور مطلق اطاعت و غلامی میں پنہاں ہے اور اس غلامی کا تقاضا یہ ہے کہ اس عارضی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کی قطعی اور مکمل پیروی کی جائے۔ اللہ کی اطاعت اور تمام احکامات کی تعمیل کے نظام کو اللہ نے ’’اسلام‘‘ کا نام دیا ہے اور اس کو اس طرح واضح کیا ہے کہ اللہ کا تخلیق کردہ نظامِ حیات یعنی دین اسلام ہی تمام انسانیت کو عدل پر مبنی نظام فراہم کرنے کا واحد راستہ ہے جس سے معاشرے میں معاشی‘ معاشرتی‘ اخلاقی‘ سماجی سمیت تمام مسائل کا عادلانہ حل نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ‌ ۚ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝۸۵﴾ (آلِ عمران)

’’جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔‘‘

اس سے اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ جو بھی انسان دین اسلام کے علاوہ کسی اور نظام کو اپنائے گا تو وہ دنیا میں بھی خسارہ اُٹھائے گا اور آخرت میں بھی۔

لفظ اسلام کا مادہ (root) ’’س ل م‘‘ ہے جس کے معنی ہیں: سلامتی‘ امن‘ پاکیزگی‘ فرمانبرداری اور اطاعت۔ اصطلاحی معنوں میں اسلام کا مطلب ہے سرتسلیم خم کردینا (to surrender) یعنی اللہ کی مرضی اور اس کے قانون کے مطابق زندگی گزارنا۔ لفظ ’’ایمان‘‘ کا مادہ ’’ا م ن‘‘ ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ انفرادی اور عالمی سطح پر امن وسکون اللہ تعالیٰ کے سامنے کلی طور پر سرتسلیم خم کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم دیا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِى السِّلۡمِ كَآفَّةً ۖ وَلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ‌ؕ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۝۲۰۸﴾ (البقرۃ)

’’اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو۔ بے شک وہ تمہارا واضح دشمن ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ دنیوی زندگی میں کامیابی کا معیار اور پیمانہ اللہ کے نظام یعنی دین اسلام کی اقامت کی جدّوجُہد پر مشتمل ہے۔ اس ضمن میں اس بات کو مدّنظر رکھا جائے کہ ہم جو اُمّت محمدی ﷺ ہونے کے دعوے دار ہیں‘ ان پر اقامتِ دینِ اسلام کی ذمہ داری لازم ہے۔ چونکہ دینِ اسلام عدل پر مبنی ہے‘ اس لیے ہر شخص کے اقامتِ دین کے انفرادی کردار کو جانچنے کا پیمانہ اس کے انفرادی حالات و واقعات‘ میسر وسائل‘ صلاحیتوں‘ اور اسباب سے ہو گا۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس امتحان میں کامیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں کامیابی کا مستحق بنائے۔ آمین! ❁❁❁

اسلام میں مساوات کی اہمیت

مولانا محمد مشال خان

مساوات کا مفہوم

مساوات عربی زبان کا لفظ ہے۔ مساوات کے معنی ہیں برابر کرنا یا برابر ہونا وغیرہ۔ اسلام کے نقطہ نگاہ سے مساوات کا مفہوم یہ ہے کہ شرعی، اخلاقی، دینی، اقتصادی، سیاسی، معاشرتی اور قانونی اعتبار سے تمام انسانوں کو یکساں حقوق حاصل ہیں۔ حسب ونسب، امیر وغریب، شاہ وگدا، آقا وغلام اور ذات پات کے امتیاز کی کوئی اہمیت نہیں۔ سماجی تقریبات، دینی عبادات، نشست و برخواست، ذرائع معاشیات، مسجد کی صفوں اور قبرستان کی قبروں میں سب انسانوں کی حیثیت برابر ہے البتہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہیں۔ خاندان، قبائل اور قومیں صرف پہچان اور تعارف کا ذریعہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں عظمت ورفعت کی علامت ہرگز نہیں۔ البتہ اللہ کے نزدیک ان سب میں سے زیادہ عزت واکرام والا صرف وہ شخص ہے جو متقی اور پرہیزگار ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

''اے انسانو! بے شک ہم نے تمہیں ایک نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہاری برادریاں اور خاندان بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ یقیناً اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا ہے جو سب سے جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو۔''

مساوات کی اہمیت وضرورت

مساوات، اسلامی تعلیمات کا طرہ امتیاز ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اس کی کوئی تعلیم فطری اصولوں کے خلاف نہیں ہے اور سب انسان آدم کی اولاد ہیں۔ سب انسانی خدوخال ایک جیسے ہیں۔ سب ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ سب پاؤں سے چلتے اور منہ سے کھاتے پیتے ہیں۔ سب بولنے والے ہیں، سب اللہ کی مخلوق ہیں، سب کی ولادت ایک جیسی ہے۔ جب ان تمام چیزوں میں فطری یکسانیت ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان کے حقوق میں کسی قسم کا امتیاز ہو۔ ان کی نشست و برخواست، ان کی سماجی، سیاسی، معاشی اور دینی حیثیت میں یکسانیت نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف سیاسی، معاشی اور معاشرتی مساوات کا اعلان فرمایا بلکہ اسے عملی طور پر نافذ بھی کیا۔ آپ ﷺ نے تمام انسانوں کو برابر حیثیت میں رکھا۔ اپنے آپ کو کسی موقع پر ان سے جدا نہ کیا اور نہ ہی ان سے برتر قرار دیا۔ ان کے ساتھ مل کر کھایا، پیا اور تشریف فرما رہے۔ بیٹھنے کے لیے کوئی جدا یا بلند جگہ نہ بنوائی کسی کو کسی کی بڑائی یا امتیاز کا احساس نہ ہونے دیا۔ آپ ﷺ نے عملی طور یہ تعلیم دی کہ بڑا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ باقی سب اس کے بندے اور محتاج ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کسی عربی کو کسی عجمی اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔

ذات کا فخر اور نسب کا غرور
اٹھ گئے اب جہاں سے یہ دستور

اسی برابری اور مساوات میں مسلمانوں کی ترقی کا راز ہے۔ جب تک مسلمانوں میں یہ خوبی بدرجہ اتم موجود رہی مسلمان ترقی و کامرانی کے بلند ترین زینوں تک چڑھتے گئے۔ غلامی کے خاتمہ، شرک کے انسداد، بدعت کے مٹانے اور پرستش کے قلع قمع کا راز مساوات محمدی ﷺ کے قیام میں ہے۔

صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے
نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا ہم نے

مساوات اور اسوۂ رسول ﷺ

اسلامی مساوات اللہ عزوجل کا قانون ہے۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد اللہ کے قانون پر عمل کر کے دکھانا ہوتا ہے اس لیے حضور ﷺ نے حریت ومساوات پر پورا پورا عمل کر کے دکھایا۔ آپؐ کی نظر میں امیر وغریب، آقا وغلام اور شاہ وگدا سب برابر تھے۔ حضرت سلمان فارسی، صہیب رومی، بلال حبشی، زاہد بن حارثہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سب غلام رہ چکے تھے مگر رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں روساء قریش سے معزز تھے۔ اہل شام سے بدلہ لینے کے لیے جس لشکر کو حضور ﷺ نے روانہ فرمایا تھا اس لشکر کا قائد اپنے خادم خاص حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا۔ (جو غلام زادے تھے) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت اسامہ کی سپہ سالاری میں روانہ فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت سلمان وبلال رضی اللہ عنہما نے ابوسفیان کو دیکھ کر کہا کہ تلوار نے ابھی تک اس دشمن خدا کی گردن پر پورا قبضہ نہیں پایا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سنا تو کہا کہ سردار قریش کی شان میں یہ الفاظ۔ حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ کہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو ناراض تو نہیں کیا اگر ان کو ناراض کیا تو اللہ کو ناراض کیا۔

لڑکا یا لڑکی کی شادی کے سلسلے میں ہر آدمی اعلیٰ حسب ونسب کی تلاش میں ہوتا ہے۔ کون ہے جو اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح غلام سے کرنے کو تیار ہوگا مگر آپ ﷺ کے فرامین ہیں کہ تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔ تمام لوگ کنگھی کے دانتوں کی طرح برابر ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنی حقیقی پھوپھی زاد، (بعد میں بیوی) زینب بنت جحش کا پہلا نکاح اپنے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کیا تھا۔ قریش کی معزز خاتون اور حضرت ابوحذیفہؓ کی بھتیجی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ کا نکاح حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم سے کیا تھا۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی شادی ایک معزز خاندان کی زینب بنت حنظلہ سے کی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے شادی کی خواہش ظاہر کی تو انصار مدینہ جو اپنی بیٹیاں مدینہ سے باہر قطعاً کسی جاہ وحشمت والے کے عقد میں بھی دینے کو تیار نہ ہوتے تھے خوشی خوشی اپنی بیٹیوں کا رشتہ دینے کو تیار ہو گئے۔

یہ آپ ﷺ کی تعلیمات کا اثر تھا کہ فخر وغرور، حسب ونسب، جاہ وحشمت کی جھوٹی عزتوں کے دلدادہ مختصر سے عرصہ میں اسلامی، دینی اور انسانی مساوات کے عملی پیکر بن گئے۔

مسجد قباء اور مسجد نبوی کی تعمیر میں دوسرے صحابی کی طرح آپ ﷺ بھی خود گارا مٹی، پتھر لکڑی وغیرہ عام مزدوروں کی طرح اٹھا کر لاتے تھے۔ جنگ خندق میں آپ ﷺ اپنے ہاتھوں سے خندق کھودتے تھے اور پتھر اٹھاتے تھے۔ اس کھدائی کے دوران فاقے کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ نے کمر سیدھی رکھنے کی غرض سے اپنے پیٹ مبارک پر ایک کی جگہ دو پھر باندھ رکھے تھے۔ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ایک دن سے بھوکے تھے جب کہ

حضور ﷺ تین دن سے بھوکے تھے۔ گھر کے کام کاج کے لیے ملازم نہیں رکھتے تھے بلکہ لکڑی، راشن، پانی لانا اور گھر کی صفائی کرنا وغیرہ جیسے امور خود سرانجام دیتے تھے۔ سفر وحضر میں جب کوئی کام صحابہ کرام ؓ مل کر کرتے تو آپ ﷺ بھی برابر کا حصہ لیتے تھے۔ غزوۂ بدر میں تین آدمیوں کے درمیان ایک سواری تھی حضور ﷺ کے دوسرے دونوں ساتھی حضرت علی اور ابوالدرداؓ تھے۔ آپ ﷺ کی باری آئی تو آپ ﷺ پیدل چلنے لگے۔ دونوں صحابی بار بار مسلسل بیٹھنے پر اصرار کرتے رہے مگر آپ ﷺ نے بیٹھنا گوارہ نہ کیا: جب ساتھیوں کا اصرار بڑھنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھ سے زیادہ پیدل چل سکتے ہو اور نہ میں تم سے کم ثواب کا محتاج ہوں۔''

قبیلہ مخدوم کی ایک عورت فاطمہ چوری کے جرم میں گرفتار ہو کر آئی تو لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید ؓ کے ذریعہ سفارش کرائی۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: ''تم سے پہلی قومیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ جب کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اس کو معاف کر دیا جاتا اور اگر کوئی معمولی آدمی جرم کرتا تو سزا پاتا۔ یاد رکھو! اللہ کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو ضرور اس پر حد نافذ کر کے اس کے ہاتھ کاٹتا۔''

غزوۂ بدر کے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس ؓ بھی گرفتار ہو کر آئے اور صحابہ کرام ؓ نے رعایت کرنا چاہی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے فرمایا کہ ایک درہم کی رعایت نہ کرو۔ قریش فخر و امتیاز کے اظہار کے لیے حج کے دنوں میں مزدلفہ میں قیام کرتے تھے لیکن آپ ﷺ نے اس تفریق کو ختم کر دیا۔

تاریخ انسانیت کی ایک مثال پیش کرنے سے بھی قاصر ہے کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ کسی بڑے سے بڑے رہنما یا کسی نیک دل مخلص انسان نے ایک ایسی مساوات، حریت، ایثار اور قربانی پیش کی ہے جس طرح محمد ﷺ نے پیش فرمائی تھی۔ ان تمام باتوں کے علاوہ کسی مسجد میں مسلمانوں کی نماز با جماعت کا منظر دیکھیے جہاں ایک معمولی آدمی کی قیادت میں ایک صف میں امیر و غریب اور شاہ وگدا انتہائی انہماک اور نظم وضبط سے تربیت اور مساوات کی بے مثال اور لازوال داستانیں رقم کر رہے ہوتے ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

مساوات اور زعماءِ امت

مساوات کے اعلیٰ سے اعلیٰ ترین نمونے پیش کرنے کے لیے اسلامی تاریخ بڑی زرخیز ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے طرزِ عمل اور تعلیم و تربیت کا اثر اتنا گہرا اور مؤثر ہے کہ آپ ﷺ کے ماننے والوں کی اکثریت مساوات کے اس حسین رنگ میں بحسن وخوبی رنگی ہوئی نظر آتی ہے۔ سیدنا ابوبکر ؓ نے کئی غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔ خلیفہ ہونے کے باوجود اپنے عرصہ خلافت میں ڈھائی سال تک ایک بڑھیا کے گھر کے پانی کے مٹکوں کو پانی سے خود بھرتے رہے۔ حضرت اسامہ بن زید ؓ کی زیر قیادت جانے والے لشکر کو روانہ کرتے ہوئے حضرت اسامہ ؓ کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کئی میل تک ساتھ ساتھ چلتے رہے اور حضرت اسامہ ؓ کو ہدایات دیتے رہے۔ سیدنا فاروق اعظم ؓ حضرت بلال ؓ کو سیدنا بلال کہہ کر پکارتے تھے۔ جب بیت المقدس فتح کرنے جا رہے تھے تو بیت المقدس کے قریب پیدل چلنے کی آپ ؓ کی باری تھی اور غلام کی باری سوار ہونے کی تھی۔ فاروق اعظم ؓ اپنی باری کے مطابق ہاتھ میں اونٹ کی مہار پکڑے پیدل چلتے ہوئے بیت المقدس میں داخل ہوئے۔

بنی امیہ اور بنی عباس کا دور مساوات کے واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ جب تک جبل الطارق دنیا میں موجود ہے، اسلام کی مساوات کے نقوش محفوظ رہیں گے۔ ہزاروں قریش اور دیگر اشراف ایک غلام طارق بن زیاد کی زیر قیادت سپین پر حملہ آور ہوئے اور سپین فتح ہوا۔ مدینہ کے قلی دار القضاء میں خلیفہ مہدی پر مقدمہ دائر کرتے ہیں تو خلیفہ کو عدالت میں قلیوں کے برابر کھڑے ہو کر جوابدہی کرنی پڑتی ہے۔ ہارون رشید کے دربار میں ایک بڑھیا ولی عہد کی سرزنش کرتی نظر آتی ہے۔ ہندوستان میں دوسرے خاندانوں کے علاوہ غلاموں کے ایک خاندان نے صدیوں تک ہندوستان پر شان و شوکت سے حکومت کی۔ سلطان صلاح الدین ایوبی صلیبی جنگ میں اپنے مقابلہ پر آنے والے دشمنوں اور محمود غزنوی اپنے غلاموں سے حریت و مساوات جیسی اعلیٰ ظرفی کا ثبوت پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ حضور ﷺ کے نام کے متوالے ہر جگہ اور ہر زمانے میں اپنے عزیز ترین نبی کے مساوات جیسے پیارے طریق کو عملی جامہ پہناتے نظر آتے ہیں۔ کیا اس طرح کی کوئی مثال مسلم معاشرہ کے علاوہ کسی اور معاشرہ سے پیش کی جاسکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں

اس مساوات پر ہے معشر اسلام کو ناز
نہ کہ یورپ کی مساوات کہ ظلم اکبر

مساوات اور دور حاضر

اسلامی مساوات کی اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمان اعلیٰ ظرفی اور وسعت قلبی کے مالک تھے۔ یہ دعوے نہیں بلکہ حقائق ہیں۔ صرف دعوے کرنا اور کچھ نہ کرنا یورپ والوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ غریبوں اور مزدوروں کے غم میں مرمٹنے والا کیا کوئی ایسا لیڈر ہے جو اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح مزدور سے کرنے پر تیار ہو؟ کیا کوئی لیڈر ایسا ہے جو لکڑیاں اکٹھی کرتا ہو، بوڑھوں کے وزن اٹھاتا ہو، کدال اٹھا کر مزدوروں کی طرح کام کرتا ہو، دو دو دن فاقے کاٹتا ہو۔ کیا مسلمانوں کی مسجد والا منظر کسی مندر، گرجا اور گوردوارہ میں نظر آسکتا ہے؟ کیا کوئی بادشاہ وقت کی بس یا ٹرک میں عوام کے ساتھ بیٹھ کر سفر کرنا برداشت کر سکتا ہے۔ کیا کوئی حکمران ایسا گزرا ہے جو خود تو پیدل چل رہا ہو اور اونٹ کی مہار تھامے ہوئے ہو جبکہ اس کا غلام سواری پر بیٹھا ہو؟

کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے رو سیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

ہو سکتا ہے کہ دور حاضر میں نئی روشنی کے دعوے دار ان حقائق کو افسانے سمجھتے ہوں مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک مسلمان رنگ و بو، فخر ومباہات، حسب ونسب، غریب و امیر کے امتیازات سے بے نیاز رہے اور تربیت فکر اور مساوات کو اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا، بڑے بڑے باجبروت اور قیصر وکسریٰ جیسے بادشاہ نام سن کر کانپتے تھے مگر آج ہم ذلیل ورسوا اور کمتر صرف اس لیے سمجھے جاتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو پس پشت ڈال کر غریبوں سے روگردانی کر کے بڑی بڑی طاقتوں سے ڈرنا شروع کر دیا ہے۔ اگر ہم آج بھی تعلیمات مصطفوی ﷺ کو ہر شعبہ حیات میں نافذ کر دیں تو ہمارا رعب اور وہی دبدبہ با آسانی آ سکتا ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

امیر تنظیم اسلامی کا حرمتِ سود سیمینار سے خطاب

مرتب: مرتضیٰ احمد اعوان

زیر اہتمام: وفاقی ایوان ہائے صنعت وتجارت پاکستان اور مرکز الاقتصاد الاسلامی (منعقدہ 30 نومبر 2022ء، کراچی)

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے کہ ایک بڑے منکر کے خلاف بات کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی، اللہ تعالیٰ اس مجلس کو بابرکت بنائے۔ یہاں بہت سارے علماء اور بزرگ موجود ہیں، ان کے سامنے لب کشائی کرنا بھی ذرا جسارت کی بات ہے۔ البتہ ایک طالب علم کی حیثیت سے کچھ گزارشات پیش کروں گا اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اس مجلس کو بھی قبول فرمائے اور فیڈریشن کی ٹیم کو اور مفتی تقی عثمانی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ سود کی حرمت بہت واضح ہے۔ میری فیلڈ چارٹرڈ اکاؤنٹینسی کی رہی ہے۔ ہمیں پیپکیک، نیشنل بینک، این ڈی ایس ایل سمیت بہت سارے اداروں اور بینکوں کے آڈٹ کا موقع ملا اور نوے فیصد لوگ کہتے تھے کہ ہم سود کو حرام ہی سمجھتے ہیں بس آپ دعا کریں کہ اللہ آسانی فرمادے۔ اب الحمد للہ! پاکستان میں یہ بحث مکمل ہوچکی ہے۔ 1973ء کے آئین میں ہی آرٹیکل 38-F کے تحت یہ طے ہوگیا تھا کہ ہم نے سود کو ختم کرنا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سود کے خاتمے کی کوششیں 1973ء سے پہلے شروع ہوچکی تھیں۔ پھر 1991ء کا وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ آیا، اس کے بعد 1999ء میں سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ کا فیصلہ ساڑھ بارہ سو صفحات کا ہے۔ جس میں 1991ء کے وفاقی شرعی عدالت کے سود (ربا) کے خلاف فیصلہ کی توثیق کی گئی۔ اس میں مفتی تقی عثمانی صاحب موجود تھے۔ پھر 2022ء میں وفاقی شرعی عدالت کا سود کے خلاف فیصلہ آیا۔ اس حوالے سے امیر جماعت اسلامی محترم سراج الحق صاحب کا بھی کردار رہا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس خدمت کا موقع دیا۔ تنظیم اسلامی اور جماعت اسلامی اس کیس کی پیروی کررہے تھے اور کچھ اہل علم بھی ہمارے ساتھ تھے۔ لیکن یہ بحث مکمل ہے۔ آج بات ہورہی ہے کہ سپریم کورٹ میں ساٹھ سے زیادہ اپیلیں ہیں، صرف سٹیٹ بینک آف پاکستان اور نیشنل بینک کا معاملہ نہیں ہے۔ جالندھری صاحب فرمارہے تھے کہ ہمارے بہت سارے بنک کے نمائندے موجود ہیں اللہ کرے کہ ان کی طرف سے اعلان ہوجائے۔ مگر جب تک وہ ساٹھ سے زیادہ اپیلیں واپس نہیں کی جائیں گی فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ ٹیکنیکلی وہیں کھڑا رہے گا اور انسداد سود کا کیس بھی وہیں کھڑا رہے گا جہاں قیام پاکستان کے موقع پر کھڑا تھا۔ بہر حال ان باتوں کو ٹیکنیکلی دیکھنے کی ضرورت ہے۔ بزنس کمیونٹی والے لوگ موجود ہیں۔ پاکستان میں کہا جاتا ہے کہ جی ایچ کیو والے سب کو جمع کرلیتے ہیں، یا میڈیا والے جمع کرلیتے ہیں یا بزنس کمیونٹی کے لوگ سب کو جمع کرلیتے ہیں۔ آپ حضرات کے اربوں روپے کے فنڈز بنکوں میں ہیں۔ آپ ان بنکس کے اوپر پریشر ڈالیں کہ خدا کے بندوں تم بھی مسلمان ہو اور عوام کا پریشر بھی آنا چاہیے تو ملکی معیشت سے سود کے خاتمے کے حوالے سے پیش رفت ہوسکے گی۔ ان شاءاللہ!

پاکستان کے بیانیے کے حوالے سے چھوٹا سا نوٹ مفتی منیب الرحمن حفظہ اللہ کے بیان کے حوالے سے سب کو یاد ہوگا۔ پاکستان کا بیانیہ آیا کہ اس ملک میں کوئی مسلح بغاوت نہیں ہونی چاہیے، خروج کے مسئلے کے اعتبار سے بالکل صحیح بات ہے۔ لیکن منکرات کے خلاف غیر مسلح پُرامن جدوجہد تو ہونی چاہیے۔ شریعت کے نفاذ کے اعتبار سے بات تو ہونی چاہیے۔ پاکستان کا بیانیہ آیا تھا تو میں مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ کا 2018ء کا کلپ کراچی اور لاہور میں چلاتا رہا ہوں۔ اس بزرگی کے وقت بھی بالکل آتش جواں والا خطاب تھا۔ علماء موجود ہیں۔ کیا ہم علماء نے کسی منکر کے خلاف تحریک چلائی؟ نہیں چلائی۔ البتہ خوش آئند باتیں بتائی گئی ہیں کہ ہم قرارداد مقاصد کو پاس کروانے پر متفق تھے، 1973ء کے آئین پر متفق تھے، ہم 31 علماء کے 22 نکات کے موقع پر جمع تھے، ہم تحفظ ختم نبوت کے مسئلے پر جمع تھے۔ اتحاد تنظیمات مدارس کے علمانے تین سال لگا کر ایک ترجمہ قرآن کے نصاب پر اتفاق کرلیا ہے اور وفاق، پنجاب اور کے پی کے میں اس کو پڑھایا جارہا ہے۔ یہ علماء جب متفق علیہ معاملات میں کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی سے نوازتا ہے۔ یہ بھی آج ایک خوشخبری لے کر جائیے کہ ایک ترجمہ قرآن پر اتفاق ہوا۔ اسی طرح انسداد سود کے حوالے سے اکیڈمک محنت ہوئی، چترالی صاحب نے جس کا ذکر کیا اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے صاحبزادے محترم عاطف وحید صاحب بھی کیس کی پیروی کرتے رہے۔ وہ اکیڈمک محنت عدالت میں اپنی جگہ پر ہے۔ اب سپریم کورٹ میں موجود اپیلوں کو واپس لیا جائے، اس کے لیے کوشش کی ضرورت ہے تاکہ ہم وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر عمل درآمد کو پرسو کرسکیں۔ علماء مساجد کے ذریعے اس بات کو آگے بڑھائیں۔ بزنس کیونٹی کے لوگوں سے کہوں گا کہ آپ کروڑوں روپے اپنی پروڈکٹ کی مارکیٹنگ کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ خدارا! فرنٹ لائن چینلز کے اوپر ان علماء کی محنت اجاگر کروادیں چاہے آپ کو اس کو سپانسر کرنا پڑے۔ یہ آپ کی خدمت ہوگی ان شاءاللہ! آج مفتی صاحب نے بڑی پیاری بات بیان کی کہ صرف سود کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ بے حیائی اور فحاشی کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔ 75 برس ہوگئے ہم نے اسلام کے نام پر یہ ملک لیا تھا، اب اس میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کوشش کرنا ہم سب پر فرض ہے۔ مولانا زاہد الراشدی حفظہ اللہ موجود ہیں، مفتی تقی عثمانی صاحب بھی موجود ہیں۔ 2010ء کا آپ کا ایک اعلامیہ کہ ایک پرامن، منظم اور غیر مسلح تحریک شریعت کے نفاذ کے مطالبے کے لیے ہمیں چلانی چاہیے۔ آج اس حوالے سے علماء کو دوبارہ سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ پاکستان کا مقصد قیام پورا ہوسکے۔

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 223 دن گزر چکے!

حفاظتِ زبان

اقراء بتول

اللہ رب العالمین کی بے شمار نعمتیں ہیں اگر انسان انہیں شمار کرنا چاہے تو یہ ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مفہوم: ''اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو کبھی نہ گن سکو گے بلاشبہ! اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔'' (النحل) اللہ کی انہیں نعمتوں میں سے ایک نعمت زبان بھی ہے۔

اس کی اہمیت کا اندازہ تو صرف اسے ہی ہوسکتا ہے جسے اللہ نے اس سے محروم رکھا ہے، وہی جان سکتا ہے کہ وہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت سے محروم ہے۔

یہی زبان ہے جس سے ہم اپنے دل کی بات اور مافی الضمیر ادا کرتے ہیں۔ زبان اعضائے انسانی میں سے سب سے زیادہ بے قابو عضو ہے کیونکہ اس کے استعمال میں ہمیں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ زبان ہی سب سے بڑا ہتھیار ہے جسے شیطان انسان کے خلاف استعمال کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے اسے قابو میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ زبان کو غلط اور بُری باتوں سے بچا کر اچھے طریقے سے استعمال کرنا ہی زبان کی حفاظت کہلاتا ہے۔

زبان کی حفاظت اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس سے جو لفظ نکل گیا فرشتے اسے لکھ کر محفوظ کر لیتے ہیں جو قیامت کے دن ہمارے خلاف گواہی کے طور پر کام آئے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ کا مفہوم: ''جب دو (فرشتے) لکھنے والے اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے سب لکھتے ہیں وہ کوئی بات منہ سے نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک تیار نگراں موجود رہتا ہے۔''

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان بعض اوقات ایسے الفاظ بول دیتا ہے جن سے اللہ راضی ہو جاتا ہے جب کہ وہ اسے معمولی سمجھ رہا ہوتا ہے، اسے پتا ہی نہیں ہوتا کہ اس کا اجر وثواب کس قدر ہے۔

اسی طرح انسان کوئی کلمہ معمولی سمجھ کر بول دیتا ہے جو اللہ کی ناراضی کا باعث بنتا ہے اسے پتا ہی نہیں ہوتا کہ اس کا کتنا نقصان ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی ناراضی قیامت تک کے لیے لکھ دیتے ہیں۔'' (ترمذی)

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جسم کے تمام اعضاء ہر روز صبح زبان کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر، اس لیے کہ ہم تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر تو درست رہے گی تو ہم بھی درست رہیں گے اگر تو کج رو ہو گی تو ہم بھی کج رو ہو جائیں گے۔'' (ترمذی)

افضل مسلمان وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ اور اس کی زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! سب سے بہترین اسلام کس کا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ان مسلمانوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور لغو باتوں سے کنارے پر رہتے ہیں۔'' (سورۃ المومنون)

غور فرمائیں قرآن مجید میں کامیاب ہونے والوں کی صفات میں لغو سے اعراض کرنا اور دور رہنا بھی شمار فرمایا ہے، مطلب یہ ہے کہ لوگ اپنے آپ کو کسی کام میں لگا لیتے ہیں، بے مقصد زندگی نہیں گزارتے، فضول کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اگر کوئی دوسرا شخص لغو اور نکمی بات کرتا ہے تو اس کی بات کا یقین نہیں کرتے اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے ہیں۔

ان کو اپنی زندگی سے فرصت ہی نہیں ملتی کہ وہ ان بے کار کاموں کی طرف دھیان دیں جیسے اپنے محبوب حقیقی کی یاد سے فرصت نہ ہو وہ فضولیات کی طرف کیسے متوجہ ہو سکتا ہے۔ (مولانا مفتی محمد عاشق، زبان کی حفاظت)

ایک حدیث کا مفہوم ہے: ''آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ان چیزوں کو چھوڑ دے جو اس کے کام کی نہیں۔'' (ترمذی) جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں ان کی گفتگو ہمیشہ بہترین ہوتی ہے وہ ہمیشہ فضولیات سے احتراز کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فضول باتوں کو چھوڑ دینا، آدمی کے اسلام کی اچھائی کی دلیل ہے۔'' حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے زبان پر قابو پا لیا اس کے لیے امن وسکون اور خوشخبری ہے۔

انسانی جسم میں زبان کی حیثیت ایک قائد کی سی ہے اس کی غلطی سارے جسم کی غلطی ہوتی ہے۔ غیبت، چغلی، کسی کا مذاق بنانا، جھوٹی تعریف کرنا اس طرح کے بڑے گناہ زبان سے صادر ہوتے ہیں بعض مرتبہ ہمارے منہ سے کوئی بات نکل جاتی ہے جس کی طرف ہمارا دھیان ہی نہیں جاتا اور اس کی وجہ سے انسان دوزخ میں گرتا چلا جاتا ہے۔

بسا اوقات ایک جملہ ہی جہنم میں لے جانے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ انسان ساری زندگی اچھا بولتا رہتا ہے مگر کبھی اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جسے اللہ پسند نہیں کرتا اور وہ جنت سے دور ہو جاتا ہے اور وہ بات اسے جہنم میں داخل کر دیتی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ! (بسا اوقات) بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بات کرتا ہے اور اس کی اس کو پروا بھی نہیں ہوتی لیکن اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کرتا ہے اور بعض وقت بندہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی بات بولتا ہے اور اس کی پروا نہیں کرتا لیکن اس کے سبب سے وہ جہنم میں گر جاتا ہے۔'' (صحیح البخاری)

ابن قیمؒ فرماتے ہیں: ''آدمی قیامت کے دن نیکیوں کے پہاڑ لے کر آئے گا، وہ دیکھے گا کہ اس کی زبان نے وہ تمام پہاڑ ملیامیٹ کر دیے ہیں اور انسان گناہوں کے پہاڑ لے کر آئے گا اور وہ دیکھے گا کہ اللہ کے ذکر اور اس جیسی چیزوں سے وہ گناہوں کے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں۔'' (الجواب الکافی)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھے اپنے دو جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) کی اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرم گاہ) کی ضمانت دے دیں تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' (صحیح البخاری)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جتنی بھی نعمتیں دی ہیں ان میں سے ایک نعمت زبان ہے۔ انسان کو ہمیشہ سوچ سمجھ کر بولنا چاہیے۔

زبان سے نکلا ہوا ایک بول انسان کو زوال بھی دیتا ہے اور عروج بھی۔ انسان اپنی باتوں سے ایسے ہی پہچانا جاتا ہے جیسے کہ درخت اپنے پھلوں سے۔ زبان ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے ہم اپنے دل کی بات دوسروں کو سمجھاتے ہیں، اسی سے کلام الٰہی پڑھتے ہیں، اگر اس کی حفاظت کی جائے تو بہت اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں اگر اس کی حفاظت نہ کی جائے تو اس سے بڑے بڑے فسادات برپا ہوتے ہیں۔

زبان کی شیریں رکھنے سے انسان بڑے مشکل کام آسانی سے کر لیتا ہے، سخت سے سخت دل کو موہ لیتا ہے۔

انسان اور حیوان کے درمیان فرق کرنے والی چیز زبان ہی ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی زبان کی حفاظت کریں، فضول اور غیر ضروری میل جول سے بچیں، نیکیوں کا شوق اپنے دل میں پیدا کریں، اپنے گناہوں پر آنسو بہائیں اور گناہوں سے سچی توبہ کریں، اللہ پاک سے دنیا وآخرت میں عافیت ونجات کی دعا کریں اور اس کے لیے عملی کوششیں بھی جاری رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زبان کی حفاظت کرنے والا بنا دے۔ آمین یارب العالمین

اسلام آباد میں تنظیم اسلامی کا دوروزہ متبادل سالانہ اجتماع

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام متبادل سالانہ اجتماع ہفتہ پیہونٹ میں 19 نومبر صبح 9 بجے شروع ہوا اور اتوار 20 نومبر 2022ء کو اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع میں حلقہ اسلام آباد، پنجاب شمالی، آزاد کشمیر اور پنجاب پوٹھوہار پر مشتمل چار حلقوں سے تقریباً ایک ہزار رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

اجتماع کا آغاز ہفتہ کو صبح ٹھیک نو بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سورۃ الحدید آیت 25 پر درس قرآن کی سعادت مولانا خان بہادر نے حاصل کی۔ صدارت کی ذمہ داری محترم ڈاکٹر امتیاز احمد، مرکزی نائب ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان نے انجام دی جبکہ نظامت کے فرائض حلقہ اسلام آباد کے نائب ناظم تربیت عامر نوید نے ادا کیے۔

امیر محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ نے وڈیو لنک کے ذریعے افتتاحی خطاب فرمایا جس میں اجتماع کی اہمیت اور غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ آج کے پُرفتن دور میں اس قسم کے دینی اجتماعات جہاں مسلمانوں کو دینی حرارت بہم پہنچانے کا سبب بنتے ہیں تو وہاں ان کو اپنے تزکیہ نفس کے لیے ایک مناسب ماحول بھی فراہم کرتے ہیں۔ جہاں یہ اجتماعات جذبہ ایمانی سے سرشار مومنین کے لیے انفاق مال اور بذل جان کا ایک نادر موقع فراہم کرتے ہیں وہاں ان کے علم اور انقلابی فکر میں یقینی اضافے کا باعث بھی بنتے ہیں۔ اس کے بعد امیر حلقہ اسلام آباد ڈاکٹر ضمیر اختر خان نے رفقائے تنظیم کے لئے دوران اجتماع نظم و نسق برقرار رکھنے اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مظاہرہ کرنے کے حوالے سے انتظامی ہدایات پیش کیں۔ شرکاء کی جانب سے ان انتظامی ہدایات پر بھرپور عمل درآمد تنظیم کے اندر موجود نظم و ضبط کا کھلا مظہر تھا۔ مرکز کی طرف سے مہیا کردہ موضوعات کے مناسب چناؤ، مضامین میں تسلسل، روانی اور بہترین ربط کے علاوہ مقررین کے موزوں انتخاب کے باعث سامعین کو علمی تشنگی کا کم ہی احساس ہوا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ پنڈال ہمہ وقت کھچا کھچ بھرا رہا اور علمی مباحث میں سامعین کی دلچسپی مسلسل برقرار رہی۔ بیانات کے سلسلے میں سب سے پہلے محترم وقار اشرف نے مختصر پیرائے میں قرآن کریم کی عظمت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ جس کا لب لباب یہ تھا کہ قرآن صحیفہ انقلاب ہے اور نبی ﷺ کی انقلابی جدوجہد میں سب سے مؤثر ہتھیار یہی تھا۔ چائے کے وقفے سے پہلے صدر انجمن خدام القرآن اسلام آباد ڈاکٹر خالد نعمت نے انجمن کی غرض و غایت، اس کی ساخت، فکری اور تنظیمی امور پر روشنی ڈالتے ہوئے شرکاءِ محفل سے اس کے ساتھ بھرپور مالی تعاون اور عملی وابستگی کا تقاضا کیا۔

حافظ محمد علی آصف نے بہت سادہ الفاظ میں رفقائے تنظیم کو یاد دلایا کہ دین کیا ہے جبکہ حافظ ندیم مجید نے دین کے تقاضوں پر روشنی ڈالی۔ بیعت سمع و طاعت کی اہمیت اور تقاضے محمد نعمان نے واضح کیے۔ عادل یامین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف گوشوں سے رسول انقلاب کے طریق انقلاب سے شرکاءِ محفل کو روشناس کرایا۔ عمیر نواز نے تزکیہ نفس اور اقامت دین کے درمیان توازن کی ضرورت پر زور دیا۔ ظفر اقبال نے التزام جماعت کی اہمیت کو اجاگر کیا اور حمزہ شاہد نے احیائی مساعی کی امین، تنظیم اسلامی کی کوششوں سے سامعین کو آگاہ کیا۔ اور انہی مساعی کو دوام دینے کے لیے رضوان حیدر نے درس قرآن کے ذریعے انفاق فی سبیل اللہ کے حوالے سے شرکائے محفل کے جذبہ انفاق کو جگایا۔ ڈاکٹر ضمیر اختر خان نے ''رفیق تنظیم اور مروجہ مذہبی و سیاسی تنگ نظری'' پر گفتگو کرتے ہوئے رفقاء پر واضح کیا کہ انہیں قرآن کی انقلابی دعوت کے ذریعے تمام طبقات کو غلبہ و اقامت دین کی طرف متوجہ کرنا ہے اور خود مذہبی، فروعی و سیاسی گروہ بندیوں سے اوپر اٹھ کر اسلام کی انقلابی تحریکی فکر کو اجاگر کرنا ہے۔

اعجاز حسین، قمر عباسی اور محمد عارف محمود صاحبان فرض نمازوں کے بعد مطالعہ احادیث کے ذریعے وقتاً فوقتاً رفقائے تنظیم کے سامنے خلافت کی خوشخبری، فطوبیٰ للغرباء، امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسے اہم فریضے کو ادا کرنے اور مغلوبیت کی صورت میں دین کی سربلندی کے لیے تن من دھن کی بازی لگانے والوں کے لئے خوشخبریوں کا اعادہ کرتے ہوئے ان کا لہو گرماتے رہے۔ اس موقع پر مقررین کی جانب سے اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جماعت کی اہمیت اور جماعتی زندگی میں نظم و نسق برقرار رکھنے پر بھی زور دیا گیا لیکن ''الدین نصیحۃ'' کے موضوع پر بانی تنظیم کا بیان سب کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔

پروگرام کے بعض حصے سامعین کے لئے خصوصی دلچسپی کا باعث بنے رہے۔ انجینئر منیر احمد، نعمان طارق اور ہارون یونس نے انفرادی دعوت کے حوالے سے اپنے افکار و مشاہدات اور عملی تجربات کی روشنی میں داعی کی حیثیت سے شرکائے محفل کے جذبہ ایمانی کو للکارتے ہوئے انہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ اسی طرح پینل گفتگو ''زمانہ گواہ ہے'' میں تنظیم کے ماضی، حال اور مستقبل کے حوالے سے پروگرام کو اکثر سامعین نے سراہا۔

اجتماع کے دوران جہاں قیام و طعام، سکیورٹی اور گاڑیوں کی پارکنگ کے حوالے سے بہترین انتظامات دیکھنے کو ملے وہاں نظام الاوقات کی پابندی پر بھی سختی سے عمل کیا گیا۔ آنے والے معزز مہمانوں کے استقبال کے لئے استقبالیہ کاؤنٹر لگائے گئے تھے۔ مسجد کے احاطے میں نصب بڑے سکرین پر خوبصورت تصاویر اور بہترین ساؤنڈ ٹریک کی وجہ سے بیانات میں سامعین کی دلچسپی مسلسل برقرار رہی۔ اسی سکرین پر امیر محترم کا لاہور سے براہ راست اختتامی خطاب ہوا۔ انہوں نے رفقائے تنظیم کی غیرت ایمانی کو جھنجوڑتے ہوئے انہیں اپنی دینی ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور اگلے سال کے لئے اہداف دیتے ہوئے اس دعا کے ساتھ اجتماع کے خاتمے کا باقاعدہ اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ مملکت خداداد کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنائیں اور عدل و قسط پر مبنی صالح معاشرے کی تشکیل میں ہماری مساعی کو قبول فرمائیں۔

(رپورٹ: ڈاکٹر اشرف علی، اقبال حسین)

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں متبادل سالانہ اجتماع

یہ پروگرام قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں 19 تا 20 نومبر 2022ء منعقد ہوا۔ حلقہ کراچی شمالی، حیدرآباد، سکھر، اور بلوچستان کے رفقاء نے شرکت کی۔ میزبانی کی سعادت حلقہ کراچی شمالی نے حاصل کی۔

امیر حلقہ کراچی شمالی نے ناظم دعوت حلقہ شمالی محترم ذیشان حفیظ کو ناظم اجتماع جبکہ مدیر

قران اکیڈمی یٰسین آباد سید سلیم الدین کو نائب ناظم کی ذمہ داری تفویض کی۔ اجتماع کے بطریق احسن بھرپور انعقاد کے لیئے مختلف شعبے قائم کیئے گئے جن میں استقبالیہ، پارکنگ ،آرائش، سیکیورٹی، مالیات، مطبخ، پنڈال، لاسٹ اینڈ فاؤنڈ، صفائی، ٹرانسپورٹ، ساؤنڈ ،رہائش، حفاظتی انتظامات، مکتبہ، طبی امداد، اور موبائل چارجنگ شامل تھے۔ ہر شعبہ کے ناظم مقرر کیے گئے۔ قران اکیڈمی میں جگہ کی تنگی اور مسجد میں اہل علاقہ کی کثیر تعداد میں حاضری جیسے مسائل کے حوالے سے قبل از اجتماع مشاورت کی گئی۔ ناظم اجتماع نے اجتماع کے حوالے سے تفصیلات بذریعہ ملٹی میڈیا پیش کیں۔ بعد ازاں ناظمین و امراء کو رہائش گاہیں دکھائی گئیں جن کا اہتمام پہلی منزل، دوسری منزل، اکیڈمی کی چھت اور ہاسٹل کی چھت پر کیا گیا تھا۔

اہل محلہ کی مسجد میں حاضری کے حوالے سے فیصلہ کیا گیا کہ اگلی دو صفیں اکراماً اہل محلہ کے لیے خالی رکھی جائیں۔ پوری اکیڈمی کو چپل فری زون قرار دیا گیا اور صفائی کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ تمام رفقاء نے بھی ہدایات کے مطابق مثالی نظم وضبط کا مظاہرہ کیا۔ رفقا 18 نومبر کی شام سے ہی اجتماع گاہ پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔

ہفتہ کی صبح رفقاء کی آمد پر استقبالیہ سے ضروری ہدایات کے ساتھ اجتماع کا شیڈول ،اور چپلوں کے لیئے تھیلیاں فراہم کی گئیں۔ الحمد للہ تمام شعبہ جات اختتام اجتماع تک فعال کردار ادا کرتے رہے۔ مسجد، پہلی منزل اور بیسمنٹ کو پنڈال قرار دیا گیا تھا۔ کھانا اور چائے رفقا کو ان کی رہائش گاہوں میں بڑے منظم انداز میں فراہم کیا گیا۔ 795 رفقاء اور 45 احباب الحمد للہ اجتماع میں شریک تھے۔ مسجد محراب کے سامنے مقررین کے لیے روسٹروم رکھا گیا جبکہ صدر مجلس کی میز برابر میں لگائی گئی تھی۔ صدر مجلس کے فرائض نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان محترم انجینیر سید نعمان اختر نے ادا کیے جو انتہائی استقامت اور توجہ کے ساتھ پورے پروگرام میں موجود رہے اور رہنمائی فرماتے رہے۔

اجتماع کا آغاز الحمد للہ بروقت تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اسٹیج سیکٹری کے فرائض ناظم تربیت حلقہ شمالی جناب سید فاروق احمد نے انجام دیئے۔ تمام مدرسین نے اپنے موضوعات کو بھرپور انداز میں بروقت پیش کیا۔ اجتماع کے آغاز پر امیر محترم حفظ للہ کے افتتاحی کلمات کی ریکارڈنگ دکھائی گئی۔ اجتماع کے اختتام پر محترمہ ناظمہ عالیہ کا پیغام بزبان محترم ڈاکٹر عارف رشید حفظ للہ اور امیر محترم کا اختتامی خطاب براہ راست دکھایا گیا۔ الحمد للہ سالانہ اجتماع کا اختتام محض اللہ کے فضل وکرم سے امیر محترم حفظ للہ کی دعا پر ہوا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے رفقاء و اکابرین کی عمر میں، علم میں، عمل میں خلوص و اخلاص عطا فرمائے اور جن رفقاء و ذمہ داران نے اس اجتماع کے حوالے سے جو بھی محنتیں کیں ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سب کو اپنی بارگاہ میں قبول ومقبول فرمائے۔ ان کا بہترین اجر آخرت میں عطا فرمائے۔ ہم سب کو دین میں استقامت عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی وحلقہ مالاکنڈ کا متبادل سالانہ اجتماع

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی اور حلقہ مالاکنڈ کا مشترکہ اجتماع بمقام عیدگاہ مردان منعقد کیا گیا۔ اس اجتماع کی صدارت سابق ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی محترم اظہر بختیار خلجی نے فرمائی اور انھوں نے مرکز کی نمائندگی کی۔

ناظم اجتماع کے فرائض امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی محمد شمیم خٹک اور نائب ناظم اجتماع امیر مقامی تنظیم نوشہرہ محترم محمد آصف سیلاج نے ادا کیے۔ الحمد للہ! دونوں اصحاب نے اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کیں اور رفقاء کو ہر طرح سے آرام پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

یہ اجتماع 19 نومبر، 2022ء بروزِ ہفتہ صبح 9 بجے شروع ہوا۔ اجتماع کے انتظامات میں مقامی تنظیم نوشہرہ اور مردان کے رفقاء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشیں اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ اجتماع کے سٹیج سکریٹری کے فرائض معتمد مقامی تنظیم نوشہرہ محترم قاضی فیصل ظہیر نے سرانجام دیئے۔ اجتماع کا آغاز تلاوت کلامِ پاک اور ترجمہ سے کیا گیا اور اس کی ذمہ داری مقامی تنظیم پشاور غربی کے رفیق محترم انعام الحق سعید نے ادا کی۔

تلاوتِ کلام پاک کے بعد محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود صاحب نے سورۃ الحدید کی آیت 25 کا درس دیا۔ درسِ قرآن کے بعد امیر محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے افتتاحی کلمات بذریعہ ملٹی میڈیا دکھانے کا اہتمام کیا گیا۔

اس کے بعد امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی محترم محمد شمیم خٹک نے اپنے خطاب میں تمام رفقاء کا شکریہ ادا کیا اور شرکاء اجتماع کو ضروری ہدایات دیں۔ اس کے بعد حلقہ مالاکنڈ کے رفیق محترم فیض الرحمٰن نے ''قرآن حکیم: صحیفہ انقلاب'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد ازاں چائے اور تعارف کے لیے وقفہ کیا گیا۔

اس کے بعد ناظم دعوت حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی محترم عبد الناصر صافی نے ''دین کیا ہے؟'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس کے بعد حلقہ مالاکنڈ کی مقامی تنظیم بٹ خیلہ کے ناظم دعوت محترم شوکت اللہ شاکر ''ہمارے دینی تقاضے'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

اس کے بعد معتمد مقامی تنظیم نوشہرہ محترم قاضی فیصل ظہیر نے ''بیعت سمع وطاعت کی اہمیت اور تقاضے'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ انھوں نے ملٹی میڈیا/سلائڈز کی مدد سے شرکاء کو سمجھایا۔ جسے شرکاء نے بہت سراہا۔

اس کے بعد نمازِ ظہر کے لیے وقفہ کیا گیا۔ نمازِ ظہر کے بعد محترم شاہد لطیف نے مطالعہ حدیث کروایا۔ انکا موضوع ''خلافت کی خوشخبری'' تھا۔ ظہرانے کے بعد شرکاء کو باہمی تعارف اور قیلولہ کے لیے وقت دیا گیا۔ ٹھیک چار بجے نمازِ عصر ادا کی گئی اور بعد نمازِ عصر معتمد مقامی تنظیم مردان محترم سراج اللہ نے ''فطوبیٰ للغرباء'' پر درسِ حدیث دیا۔

درسِ حدیث کے بعد امیر مقامی تنظیم باجوڑ محترم نبی محسن اور حلقہ مالاکنڈ کے ناظم دعوت کو دعوتِ کلام دیا گیا۔ ان کا موضوع ''رسولِ انقلاب کا طریقہ انقلاب'' تھا۔ انھوں نے ایک جامع اور مدلل خطاب فرمایا۔

اس کے بعد ناظم مالیات مقامی تنظیم مردان محترم محمد عادل خٹک صاحب اور محترم حسین احمد صاحب نے انفرادی دعوت کے ضمن میں اپنے اپنے تجربات سامعین کے سامنے رکھے۔ اور بتایا کہ اس ضمن میں کونسی چیزیں ہماری رہنمائی کرسکتی ہیں۔

اس کے بعد نمازِ مغرب کے لیے وقفہ کیا گیا۔ بعد نمازِ مغرب کے بعد مقامی تنظیم نوشہرہ کے نقیب اسرہ محترم حافظ محمد حامد نے ''امر بالمعروف ونہی عنی المنکر'' کے موضوع پر حدیث مبارکہ کا درس دیا۔

مطالعہ حدیث کے بعد پینل گفتگو کا وقت تھا۔ لیکن پینل گفتگو کا لنک تا حال موصول نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ پینل گفتگو کی بجائے بانی محترمؒ کی ویڈیو چلائی گئی جسے شرکاء نے انتہائی

توجہ سے سماعت فرمائی اور دیکھی۔ ویڈیو کے بعد نمازِ عشاء کے لیے وقفہ کیا گیا۔ بعد نمازِعشاء مقامی تنظیم مردان کے نائب امیر محترم ارشد علی نے مطالعہ حدیث بعنوان ''التزام جماعت'' کروایا۔

درسِ حدیث کے بعد ملٹی میڈیا کی مدد سے پروگرام "زمانہ گواہ ہے" دکھایا گیا۔ پینل کے شرکاء محترم ڈاکٹر عبدالسمیع صدر انجمن خدام القرآن فیصل آباد، نائب امیر تنظیم اسلامی محترم اعجاز لطیف، ناظم نشر واشاعت وترجمان تنظیم اسلامی محترم مرزا ایوب بیگ، مرکزی ناظم تعلیم وتربیت محترم خورشید انجم تھے۔ان کا موضوع ''تنظیم اسلامی کا ماضی، حال اور مستقبل'' تھا۔ ناظم شعبہ سمع و بصر محترم آصف حمید نے اینکر کے فرائض سرانجام دیئے۔فنی خرابی کے باعث یہ ویڈیو تو کچھ دیر تک صحیح چلتی رہی لیکن بعد میں کچھ مسئلہ پیش آیا اور بعض اوقات آواز صحیح طور نہیں سنی جا رہی تھی۔جس پر محترم اظہر بختیار خلجی نے رفقاء کو بتایا کہ یہ ویڈیو یوٹیوب پر موجود ہے اور رفقاء اپنی سہولت کے مطابق انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر اسروں یا ماہانہ اجتماعات میں دیکھنے کا اہتمام فرمائیں۔

اس کے بعد شرکاء کی عشائیہ سے تواضع کی گئی۔ایک دوسرے کا تعارف حاصل کیا، کچھ ذکرواذکار میں اور کچھ مطالعے میں مشغول ہوئے۔اس کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔ آرام کے بعد قیام الیل (نمازِ تہجد) وتلاوتِ قرآن کا اہتمام کیا گیا اور پھر صبح 6 بجے نمازِ فجر ادا کی گئی۔نمازِ فجر کے بعد جامع مسجد عید گاہ کے امام وخطیب صاحب نے اجتماعی دعاء میں اجتماع کی کامیابی اور غلبہ دین کے لیے دعائیں مانگیں۔نمازِ فجر کے بعد درسِ قرآن کی ذمہ داری نقیب اسرہ مقامی تنظیم نوشہرہ محترم حبیب الرحمٰن نے ادا کی۔ انہوں نے سورۃ البقرہ آیت نمبر 261 کا درس دیا۔اس کے بعد نمازِ اشراق، ناشتہ وآرام کے لیے وقت دیا گیا۔

دوسرے دن صبح نو بجے اجتماع کا دوبارہ آغاز ہوا۔امیر مقامی تنظیم سوات محترم حبیب علی نے ''تزکیہ نفس اور اقامتِ دین کا باہمی تعلق'' پر خطاب کیا۔

محترم حبیب علی کے بعد فضلِ باسط کا بیان ہوا۔ان کا موضوع ''رفیق تنظیم اور مروّجہ مذہبی وسیاسی تنگ نظری'' تھا۔انھوں نے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ان کے بعد ڈاکٹر حافظ محمد مقصود کا بیان ہوا، موضوع ''اقامتِ دین اور میرا گھر'' تھا۔انہوں نے مولانا رومی اور علامہ اقبالؒ کے اشعار سے شرکاء کو محظوظ فرمایا۔محترم ڈاکٹر صاحب کے درس کے بعد چائے کا وقفہ کیا گیا۔

چائے کے وقفے کے بعد امیر حلقہ مالاکنڈ محترم ممتاز بخت نے ''احیائی مساعی کی امین: تنظیم اسلامی'' پر درس دیا۔ان کے درس کے بعد امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی جو کہ ناظم اجتماع بھی تھے، نے گفتگو فرمائی۔انھوں نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ انھوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کی سربلندی کی خاطر اپنے قیمتی اوقات میں سے وقت نکالا اور شرکت فرمائی۔انھوں نے رفقاء کو نظام العمل کا مطالعہ کرنے اور اس میں اپنی اپنی ذمہ داریوں کے ضمن میں دیئے اہداف پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔انھوں نے انتظامیہ اور پولیس اہلکاروں کا بھی شکریہ ادا کیا۔امیر حلقہ کے خطاب کے بعد امیر محترم حفظہ اللہ کا اختتامی خطاب دکھایا گیا۔ جسے شرکاء نے بہت توجہ سے سنا۔

امیر محترم حفظہ اللہ کے اختتامی خطاب کے ساتھ اس اجتماع کا اختتام کیا گیا۔ امیر محترم حفظہ اللہ نے اپنے اختتامی خطاب میں رفقاء کو کرنے کے کام و اہداف یاد کروائے۔انھوں نے اس ضمن میں پانچ نکات کا ذکر فرمایا، جس کا ذکر پچھلے سال سالانہ اجتماع کے موقع پر بھی کیا گیا تھا اور اس سال بھی بطورِ یاددہانی ذکر کیا جا رہا ہے۔ان اہداف میں (1) ہر شادی شدہ ملتزم رفیق کو ہفتہ وار گھریلو اسرہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔انھوں نے فرمایا کہ اس سے ہمارے اہلِ خانہ کی تربیت ہوگی۔(2) بانی محترمؒ کا جولائی 1993ء میثاق میں شائع شدہ خطاب کے مطالعے کا اہتمام کرنا۔(3) اس کے علاوہ تمام ذمہ داران قرآن حکیم کو درست طریقے سے پڑھنے کے لیے تجوید ٹسٹ دینے کا اہتمام فرمائیں۔ (4) سیرت النبی ﷺ کی کسی بھی کتاب کا مکمل مطالعہ، ترجیحاً ''محمد عربی ﷺ'' یا ''الرحیق المختوم'' اور پانچویں نمبر پر بانی محترمؒ کا ویڈیو خطاب بعنوان ''رسولِ انقلاب کا طریقہ انقلاب'' دیکھنے کا اہتمام کی۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی وناصر ہو۔(مرتب: سعید اللہ شاہ)

حلقہ پنجاب شمالی کا سہ روزہ اجتماع

حلقہ پنجاب شمالی کے زیرِ انتظام اٹک میں سہ روزہ اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔جس میں حلقہ سے واہ کینٹ، پنڈی گھیپ اور اٹک کے رفقاء شریک ہوئے۔ پروگرام کا آغاز 28 اکتوبر بروز جمعہ مسجد ابراہیم فاروق اعظم کالونی اٹک میں درس قرآن سے ہوا۔جس کا موضوع راہ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں تھا۔درس کی ذمہ داری جناب محمد صادق خان نے ادا کی۔انہوں نے حقیقی کامیابی وکامرانی کے قرآنی معیار کو اجاگر کیا۔نمازِ عشاء کے بعد محترم منیر احمد نے درس حدیث دیا۔

29 اکتوبر کو نمازِ فجر کے بعد مولانا غلام مرتضیٰ صاحب نے سورۃ الصّف کی آیات 9 تا 14 پر درس قرآن دیا۔انہوں نے نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت اور امت مسلمہ کو عذاب الیم سے نجات کی شرائط کو مؤثر انداز میں بیان کیا۔اس کے بعد رفقاء کی فکری یاددہانی کے لیے تنظیم کے فکری موضوعات دین اسلام کا جامع تصور، فرائض دینی کا جامع تصور اور منہج انقلاب نبوی ﷺ پر مذاکرہ ہوا جو 2 گھنٹے تک جاری رہا۔اس کے بعد دن 10 بجے فوارہ چوک اٹک میں انسداد سود مہم کے تحت دعوتی کیمپ لگایا گیا جس میں رفقاء نے بینرز لگائے اور 30 عدد رکشہ فلیکس آویزاں کیے اس کے علاوہ 500 سے زائد ہینڈ بلز بھی تقسیم کیے گیے، اسی مقام پر کتابوں کا سٹال لگایا آخر میں اختتامی خطاب مولانا غلام مرتضیٰ نے کیا۔وہاں سے رفقاء کی مسجد ابراہیم واپسی ہوئی۔نمازِ عصر کے بعد مسجد عائشہ فاروق اعظم میں سورۃ الاعراف آیت 157 کے تحت نبی اکرم ﷺ سے تعلق کی بنیادوں کے موضوع پر درس قرآن ہوا جس کی ذمہ داری محمد صادق خان نے ادا کی۔بعد نمازِ مغرب مسجد عمر حیات میں آیت البرنیکی کی حقیقت کے موضوع پر منیر احمد نے درس قرآن دیا جبکہ نمازِ عشاء کے بعد مسجد ابراہیم میں درس حدیث ہوا۔

30 اکتوبر نمازِ فجر کے بعد درس قرآن کی ذمہ داری مولانا اسد نے ادا کی۔ان کا موضوع سورۃ الجمعہ کی آیت 1 تا 4 کے تحت نبی اکرم ﷺ کا اساسی منہج تھا۔اس کے بعد 8 تا 10 بجے تک اقامت دین کی فرضیت اور اس کی پرزور دعوت منتخب نصاب نمبر 2 کے درس اول پر رفقاء کے مابین مذاکرہ ہوا۔اس کے ساتھ دعائے مسنونہ اجتماع کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ رفقاء کی مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے ہمارے لیے توشۂ آخرت بنائے۔آمین

Sleepwalking into default

Shahab Jafry

It’s pretty clear that the PTI (Pakistan Tehreek-e-Insaf) government will not stop agitating for an early election, because it’s sure to win it. And the PDM (Pakistan Democratic Movement) government will keep delaying it, because it’s sure to lose it. And the economic certainty from this political impasse is hurting the country’s credit rating and spiking credit default swaps (CDS) on its five-year sovereign debt to the untenable 70-90pc range – forcing even friendly lender-of-last-resort countries away from committing serious money here any longer.

If that weren’t enough, talks for next tranche of the EFF (Extended Fund Facility) have been called off indefinitely, so the little foreign exchange that was trickling in, providing desperate support to the fragile, $7-odd-billion reserves position is also in doubt. And also further lending from other bi- and multi-lateral donors that take cue from the IMF (International Monetary Fund). Let’s not forget that the country must make $32-35b in debt and interest payment in this fiscal, about five times the national reserves, with not nearly enough exogenous support in sight for the first time.

So, how far can we really be from default?

PTI played it up, typically, when CDS suddenly jumped last week, the market’s blunt dismissal of PML-N’s Darnomics experiment amid an investor rush to safety from currency and equity markets. And the finance minister played it down, quite naturally, getting the SBP (State Bank of Pakistan) governor to move in lockstep with the ministry, like the old days, and join the all-is-well chorus as well. That leaves the people with no option but to interpret the country’s financial health according to their political leaning. PML-N supporters say that the economy is on the brink of ruin because of PTI’s antics yet, fortunately, their people are in power so we will manage to stay afloat. PTI walas, on the other hand, are convinced that the “imported government” bit off more than it could chew when it sided with the “foreign conspiracy” to unseat their government, and now it is ruining the economy.

The truth, however, is that default had appeared on the radar about half-way into the PTI government; like the wolf at the door that refuses to go away. And CDS would have waved a red flag sooner or later even if PTI had stayed in power; as the time for bulk payments came near, especially if the political atmosphere became toxic. Remember how IMF flatly rejected Shaukat Tarin’s expansionist budget, right in the middle of the EFF’s strict structural adjustment, and soon enough the subsidies and tax breaks had to be rolled back in a mini budget?

That’s also when Saudis and other friends tied their support to continuation of the bailout programme. And one reason the rupee, investor sentiment, and also reserves

plummeted after Imran Khan famously froze petrol and electricity prices in the dying days of his government was that the IMF and friendly country aid pulled out; just as they had warned. But instead of urgent introspection to weigh options and save the economy, it filled the headlines with yet more toxicity, with government and opposition blaming each other for the mess.

For the past month or so the entire nation, especially the political elite, had been consumed by the appointment of the army chief, even though whoever was to be promoted, or retained, would not have been able to do a thing about the country's most urgent problem. That, of course, is to bend over backwards and get about $20-30b in debt rolled over urgently, otherwise there'll be no option but to beg, borrow or steal that much money to avoid a very, very hard landing. And even if either of those things can be done, it will only delay the inevitable because soon enough there'll not only be similar amounts to pay back, but also more foreign aid needed just to function.

It might have helped if all stakeholders had joined heads, put their differences aside, and agreed on a one-point agenda of rescuing the economy. But with PTI bent upon forcing an early election, and PDM equally committed to stalling it, the country is simply sleepwalking into default.

As the owner of a large brokerage house put it when asked to weigh the chance of default not long ago, "There was a time when you were certain that Pakistan could be kept from defaulting, but now you've got to ask 'at what cost'."   **Courtesy: *Business Recorder***

<u>Note</u>:*The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article. Tanzeem-e-Islami is of the considered opinion that the only way forward for the economy of Pakistan is to mould it according to the Islamic Shariah. In that regard, the landmark decision by the Federal Shariat Court on 28 April 2022 should be supported and nurtured. in toto.*

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ دعائے مغفرت

☆ ملتان شہر کے مبتدی رفیق محمد یعقوب اختر کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0300-7312785

☆ تنظیم اسلامی نیوملتان کے ملتزم رفیق جناب محمد عرفان بٹ کی سالی وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0308-7888849

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، نوشہرہ کے رفیق محترم دانش رشید کے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0322-5883240

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے ناظم مالیات محترم حاجی خدا بخش کا بھانجہ اور ملتزم رفقاء محترم بلال احمد و محترم عمران احمد کے پھوپھی زاد بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: حاجی خدا بخش: 0300-5930818
بلال احمد: 0332-9202254

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(17 تا 22 نومبر 2022ء)

جمعرات (17 نومبر) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔

جمعہ (18 نومبر) کی صبح سالانہ اجتماع کے متبادل اجتماعات کے ابتدائی اور اختتامی خطابات کی ریکارڈنگ کروائی۔ قرآن اکیڈمی لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ و اتوار (19 و 20 نومبر) کو دارالاسلام مرکز لاہور میں منعقدہ سالانہ اجتماع کے متبادل پروگرام کی صدارت کی۔ افتتاحی کلمات سے پروگرام کا آغاز کیا اور اختتامی خطاب فرمایا۔

سوموار (21 نومبر) کو کراچی واپسی ہوئی۔

منگل (22 نومبر) کو مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ سے ان کے بھائی (مفتی رفیع عثمانیؒ) کی تعزیت کے لیے نائب ناظم اعلیٰ اور تینوں امراء حلقہ کے ساتھ جانا ہوا۔

بعد ازاں کچھ معمول کی ریکارڈنگ کروائی۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.47

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore